زینب

لجنہ اماءاللہ ناروے

جنوری فروری مارچ ۲۰۱۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سہ ماہی زینب

لجنہ اماءاللہ ناروے کی علمی تعلیمی وتربیتی سرگرمیوں کا ترجمان

سرپرستِ اعلیٰ

امیر جماعت احمدیہ ناروے   مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب

زیرنگرانی

صدر لجنہ اماءاللہ ناروے   مکرمہ سیّدہ بشریٰ خالد صاحبہ

مجلس ادارت

مدیرہ حصّہ اُردو کتابت، تقسیم واشاعت	محترمہ منصورہ نصیر صاحبہ
نائبہ سیکرٹری اشاعت	محترمہ صدیقہ وسیم صاحبہ
مدیرہ حصّہ نارویجن	محترمہ مہرین شاہد صاحبہ
نائبہ مدیرہ حصّہ نارویجن	عزیزہ عندلیب انور
پرنٹنگ	محترمہ شمسہ خالد صاحبہ
پروف ریڈنگ	محترمہ طاہرہ زرتشت صاحبہ
	محترمہ طیبہ رضوان صاحبہ
	محترمہ ثمینہ ظہور صاحبہ

شائع کردہ: شعبہ اشاعت لجنہ اماءاللہ

Søren Bulls veien 1

1051 Oslo

Tlf: +47 22322746

FAX : + 47 22320211

فہرست مضامین

القرآن الکریم	2
کلام الامام	3
اداریہ	4
خطبہ جمعہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 9 اکتوبر 2015ء	5
ابن مریم مرگیا حق کی قسم	10
نظم	12
وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت	13
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابہؓ سے محبت	16
دعائیہ اعلانات	20
بابرگ وبار ہوویں اک سے ہزار ہوویں	21
پکوان	24
صحت	25
قوس قزاح کے رنگ آپ کے سنگ	26
حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ واقفات کی کلاس	28
''وہ اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا''	30
نظم	32
حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے لجنہ گروپ اے کے تاثرات	33
ناصرات، لجنہ گروپ اے اور نیشنل عاملہ کا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات کے لئے سفر لندن (برطانیہ)	35
ناصرات کا صفحہ (شمسہ خالد اور مدیحہ محمود)	39

القرآن الکریم

سورۃ النصر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝۱

ا۔اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنیوالا ہے۔

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَ الۡفَتۡحُ ۝۲

۲۔جب اللہ کی مدد اور فتح آئے گی۔

وَ رَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا ۝۳

۳۔اور تو لوگوں کو دیکھے گا کہ وہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں۔

وقف النبی ﷺ

فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَ اسۡتَغۡفِرۡہُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ۝۴

ع ۱ ۲۵

۴۔پس اپنے رب کی حمد کے ساتھ (اس کی) تسبیح کر اور اس سے مغفرت مانگ۔یقیناً وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

= یہ ترجمہ خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے قرآن کریم کے ترجمہ سے لیا گیا ہے۔

حدیث نبوی ﷺ

959:عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ : وَ الَّذِیۡ نَفۡسِیۡ بِیَدِہٖ لَیُوۡشِکَنَّ اَنۡ یَّنۡزِلَ فِیۡکُمۡ ابۡنُ مَرۡیَمَ حَکَمًا عَدۡلًا فَیَکۡسِرُ الصَّلِیۡبَ وَ یَقۡتُلُ الۡخِنۡزِیۡرَ وَ یَضَعُ الۡحَرۡبَ وَ یُفِیۡضُ الۡمَالَ حَتّٰی لَا یَقۡبَلَہٗ اَحَدٌ حَتّٰی تَکُوۡنَ السَّجۡدَۃُ الۡوَاحِدَۃُ خَیۡرًا مِنَ الدُّنۡیَا وَمَا فِیۡهَا، ثُمَّ یَقُوۡلُ اَبُوۡ هُرَیۡرَۃَ: وَاقۡرَؤُوۡا اِنۡ شِئۡتُمۡ وَ اِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤۡمِنَنَّ بِہٖ قَبۡلَ مَوۡتِہٖ وَ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ یَکُوۡنُ عَلَیۡهِمۡ شَهِیۡدًا۔ (النسآء:۱۵۹)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے عنقریب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے صحیح فیصلہ کرنے والے، عدل ے کام لینے والے ہوں گے، وہ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے۔لڑائی کو ختم کریں گے یعنی اس کا زمانہ مذہبی جنگوں کے خاتمہ کا زمانہ ہوگا۔اسی طرح وہ مال بھی لٹائیں گے لیکن کوئی اسے قبول نہیں کریگا۔ایسے وقت میں ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا یعنی مادیت کے فروغ کا زمانہ ہوگا۔یہ روایت بیان کرتے ہوئے ابو ہریرہؓ کہتے ہیں اگر تم چاہو تو یہ آیت **اِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡکِتَابِ اِلَّا لَیُؤۡمِنَنَّ بِہٖ قَبۡلَ مَوۡتِہٖ وَ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ یَکُوۡنُ عَلَیۡهِمۡ شَهِیۡدًا** پڑھ کر اس سے سمجھ سکتے ہو کہ اہل کتاب میں سے کوئی نہیں مگر وہ اپنی موت سے پہلے اس مسیح پر ایمان لائے گا۔اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔“ (حدیقۃ الصالحین:صفحہ: 776-777)

کلام الامام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

''اور اجماع سنت جماعت بھی اسی پر ہے کیونکہ کوئی مومن نہیں کہ جو حدیث محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے روگرداں ہوسکتا ہے اور قیاس اس کو چاہتا ہے کیونکہ جس حالت میں خدا تعالیٰ شریعت موسوی کی تجدید ہزار ہا نبیوں کے ذریعے سے کرتا رہا ہے اور گو وہ صاحب کتاب نہ تھے مگر مجدّد موسوی تھے اور یہ امت خیرالامم ہے **قال اللہ تعالیٰ: کُنتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ** ۔پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس امت کو خدا تعالیٰ بالکل گوشہ خاطر عاطر سے فراموش کر دے اور باوجود صد ہا خرابیوں کے کہ جو مسلمانوں کی حالت پر غالب ہو گئی ہیں اور اسلام پر بیرونی طور پر حملے ہو رہے ہیں۔نظر اٹھا کر نہ دیکھے جو کچھ آج اسلام کی حالت خفیف ہو رہی ہے۔کسی عاقل پر مخفی نہیں یعنی تعلیم یافتہ عقائد حقہ سے دستبردار ہوتے جاتے ہیں۔پرانے مسلمانوں میں صرف یہودیوں کی طرح ظاہر پرستی یا قبر پرستی رہ گئی ہے۔ٹھیک ٹھیک رو بخدا کتنے ہیں کہاں ہیں اور کدھر ہیں؟'' (الفضل 16/مارچ 1965ء)

مزید فرمایا:۔

''یہ وسوسہ بالکل نکما ہے کہ قرآن شریف اور احادیث موجود ہیں پھر مجدد کی ضرورت ہے۔یہ انہیں لوگوں کے خیالات ہیں جنہوں نے غم خواری سے ایمان کی طرف نظر نہیں کی۔اپنی حالت اسلامیہ کو نہیں جانچا۔اپنے یقین کا اندازہ معلوم نہیں کیا بلکہ اتفاقاً مسلمانوں کے گھر پیدا ہو گئے اور پھر رسم اور عادت کے طور پر لا الہ الا اللہ کہتے رہے۔حقیقی ایمان بجز صحبت صادقین میسر نہیں آتا۔قرآن شریف تو اس وقت بھی ہوگا جب قیامت آئی گی مگر وہ صدیق لوگ نہیں ہوں گے کہ جو قرآن شریف کو سمجھتے تھے اور اپنی قوت قدسی سے متبعین پر اس کا اثر ڈالتے تھے۔ **وَلَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ**۔

پس قیامت کے وجود کا مانع صرف صدیقوں کا وجود ہے۔قرآن شریف خدا تعالیٰ کی روحانی کتاب ہے اور صدیقوں کا وجود خدا کی ایک مجسم کتاب ہے۔جب یہ دونوں نہیں انوار ایمان ظاہر نہیں ہوتے **فَتَدَبَّرُوْا وَ تَفَکَّرُوْا**'' (الفضل 16/مارچ 1965ء)

= = = = = = =

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے اغراض و مقاصد

آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام مسیح موعود ومہدیٔ موعود کے منصب پر سرفراز ہوئے۔

آپ علیہ السلام کی آمد کا مقصد تجدید دین اور خدمت دین تھا۔ گمراہ انسانیت کو سچّے خدا سے روشناس کرانا، اللہ کے رسول ﷺ اور اس کی حقانیت کو ثابت کرنا تھا۔

آپ علیہ السلام نے بیعت کے اغراض ومقاصد بیان کرتے ہوئے فرمایا:

’’سلسلہ بیعت بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے۔‘‘

نیز فرمایا: ’’کہ وہ ایسے قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں۔ اور اسلام کے کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشقِ زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام تر کوشش اس بات کے لئے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں۔ اور محبت الٰہی اور ہمدردیٔ بندگانِ خدا کا پاک چشمہ ہر ایک دل سے نکل کر اور ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آئے۔‘‘

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے۔‘‘

آپ علیہ السلام نے فرمایا:

’’ میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اوّل۔ خدا کی توحید اختیار کرو۔
دوسرے آپس میں ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل۔ صفحہ:336)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس زمانہ کے امام کے حکم پر لبیک کہنے اور اپنے نیک نمونے قائم کرنے کی توفیق عطا کرے اور اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا کرے کہ ہم خدا کی توحید کو قائم کرنے والے اور باہمی محبت، اتحاد، پیار اور اخوت کو فروغ دینے والے ہوں۔ آمین ثم آمین

= = = = = = =

خطبہ جمعہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 09/اکتوبر 2015ء مسجد بیت النور، نن سپیٹ، ہالینڈ

ہر احمدی کا یہ کام ہے کہ جب وہ اپنے آپ کو احمدیت کی طرف منسوب کرتا ہے تو ہمیشہ نظام جماعت سے مضبوط تعلق رکھنا اور خلافت احمدیہ سے وفا اور اطاعت کا تعلق رکھنا اس پر فرض ہے کیونکہ یہی بیعت کرتے ہوئے عہد کیا تھا

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

یہاں احمدیوں کی اکثریت ان لوگوں کی ہے جو پیدائشی احمدی ہیں یا وہ لوگ جن کے گھر میں انتہائی بچپن میں احمدیت آئی اور ان کی پروان احمدی ماحول میں چڑھی اور ان میں سے بھی اکثریت پاکستانیوں کی ہے جن کو اس ملک میں اس لئے رہنے اور یہاں کا شہری بننے کی اجازت ملی کہ آپ نے یہاں آکر اس بات کا اظہار کیا کہ پاکستان میں آپ کو آزادانہ طور پر اپنے مذہب کے مطابق، اسلامی تعلیمات کے مطابق اظہار اور عمل کی اجازت نہیں تھی یا نہیں ہے۔ کچھ ایسے بھی ہوں گے جن پر براہ راست مقدمات بھی بنے ہوں۔ پس اس اکثریت کو یہاں رہنے کی اجازت یا یہاں کی حکومت کی شفقت اس وجہ سے ہے کہ آپ اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں۔ پس یہ احمدی ہونے کا اعلان آپ پر کچھ ذمہ داری ڈالتا ہے اور اس ذمہ داری سے وہ احمدی بھی باہر نہیں جو اپنی تعلیمی یا کسی اور قسم کی ماہرانہ صلاحیت کی وجہ سے اس ملک میں آئے اور یہاں آکر اپنی تعلیمی صلاحیتوں اور مہارت کو مزید نکھارنے کے موقع ملے اور اپنے آپ کو جماعت احمدیہ سے منسوب بھی کرتے ہو۔ اسی طرح نو مبائعین ہیں جب وہ بیعت کرتے ہیں اور جماعت میں اس لئے شامل ہوتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کی سچائی پر انہیں یقین ہے تو بیعت کے بعد ان پر بھی اس بیعت کا حق ادا کرنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو بھی اس ذمہ داری سے بری الذمہ نہیں کردے گا کہ وہ یہ کہہ دیں کہ ہم نے پیدائشی احمدیوں کو یا پرانے احمدیوں کو جس طرح کرتے دیکھا اس طرح کیا۔

اس زمانے میں ہماری تربیت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قرآن و سنت کے بارے میں تفسیروں، تشریحات کو تحریرات کو سمجھنا بھی ضروری ہے۔ ان کو دیکھنا اور پڑھنا ضروری ہے اور یہ چیزیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ پس کسی کے لئے بھی کوئی عذر نہیں ہے۔ لیکن پرانے احمدیوں کو مَیں یہ بھی کہوں گا کہ آپ کے نمونے دیکھ کر اگر کسی کو ٹھوکر لگتی ہے تو آپ اس غلطی اور گناہ میں حصہ دار ضرور بنتے ہیں۔ پس پرانے احمدی جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ ان کے باپ دادا احمدی ہوئے یا انہیں بچپن میں ہی احمدیت مل گئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے یہاں آکر انہیں بہتر حالات میسر آئے انہیں بھولنا نہیں چاہئے کہ وہ جماعت کے زیر احسان ہیں اور اس احسان کے شکرانے کے طور پر انہیں اپنی حالتوں میں غیر معمولی پاک تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اپنی اولادوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے اس احسان کے بارے میں بتاتے رہنا چاہئے اور یہ بھی کہ ان کی کیا ذمہ داری ہے اور یہ کہ آپ کے باپ دادا نے جماعت میں شامل ہو کر جو عہد بیعت کیا تھا اسے کس طرح ہم نے ہر وقت سامنے رکھتے ہوئے نبھانے کی کوشش کرتے رہنا ہے۔ یہاں آکر معاشی بہتری جو پیدا ہوئی ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوتے ہوئے ہم نے اپنی نسلوں میں بھی اس تعلیم کو جاری رکھنا ہے۔ بچوں کو بتانا ہے کہ تمہیں اپنی تعلیمی صلاحیتوں کو بہتر طور پر نکھارنے کے جو مواقع ملے ہیں اس پر خدا تعالیٰ کے شکر گزار ہوتے ہوئے ہمیشہ نظام جماعت سے مضبوط تعلق رکھنا ہے۔ خلافت احمدیہ سے ہمیشہ وفا اور اطاعت کا تعلق رکھنا ہے۔

اسی طرح ہر احمدی کا یہ کام ہے کہ جب وہ اپنے آپ کو احمدیت کی طرف منسوب کرتا ہے تو ہمیشہ نظام جماعت سے مضبوط تعلق رکھے اور خلافت احمدیہ سے وفا اور اطاعت کا تعلق رکھنا اس پر فرض ہے کیونکہ یہی بیعت کرتے ہوئے عہد کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ نئے شامل ہونے والے، خاص

طور پر وہ جنہوں نے پورے یقین کے ساتھ علی وجہ البصیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کو سمجھ کر قبول کیا وہ اپنے عہد بیعت اور اس کی شرائط پر غور کرتے رہتے ہیں۔ بہت سارے لوگ مجھے خطوط بھی لکھتے رہتے ہیں۔لیکن بہت سے وہ جو پیدائشی احمدی ہیں یا جن کے ماں باپ نے ان کے بچپن میں احمدیت کو قبول کیا اور جو یہاں آ کر دنیاوی معاملات میں زیادہ لگ گئے ہیں وہ نہ ہی عموماً شرائط بیعت پر غور کرتے ہیں، نہ بیعت کے عہد کو سمجھتے ہیں، نہ احمدیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد رکھتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ اب تو ہر جگہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے بیعت کی کارروائی بھی دیکھی جاتی ہے اور سنی جاتی ہے اس طرف توجہ کر کے بیعت کی حقیقت کو جاننے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اسی طرح خلافت سے اپنے تعلق کو اس طرح جوڑنے کی کوشش نہیں کرتے جو اس کا حق ہے۔ اس میں صرف ان ملکوں میں اسائلم لے کر آنے والے ہی نہیں ہیں بلکہ ہر قسم کے احمدی ہیں۔ میں نے اسائلم والوں کی مثال اس لئے دی ہے کہ اس وقت میرے سامنے اکثریت اسائلم والوں کی بیٹھی ہے اور آج ان کی بہتر حالت جماعت کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے ہے ورنہ ایسے لوگ ہر جگہ اور طبقے میں موجود ہیں۔

پس ہر ایک جب اپنا جائزہ لے گا تو خود بخود اسے پتہ چل جائے گا کہ وہ کہاں کھڑا ہے۔ اس وقت مَیں اس جائزے کے لئے صرف ایک شرط بیعت سامنے رکھتا ہوں۔ اس کو صرف سرسری طور پر نہ دیکھیں بلکہ غور کریں اور پھر اپنا جائزہ لیں۔ اگر تو اس جائزے کا جواب اثبات میں ہے، ہاں میں ہے تو وہ خوش قسمت ہیں اور ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے ہیں۔ اگر کمزوری ہے تو اصلاح کی کوشش کریں۔

بیعت کی دسویں شرط میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں فرمایا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں کہ ''یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوّت محض للہ باقرار اطاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوّت میں ایسا اعلیٰ درجے کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔'' (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

پس یہ وہ الفاظ ہیں جو ہمیں آپ علیہ السلام سے بے غرض اور بے انتہا محبت اور تعلق قائم کرنے کی ذمہ داری ڈال رہے ہیں۔ آپ ہم سے عہد لے رہے ہیں۔ کیا عہد لے رہے ہیں؟ کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر مجھ سے محبت، تعلق اور بھائی چارے کے اعلیٰ معیار قائم کرو۔ یہ عہد لے رہے ہیں کہ یہ اقرار کرو کہ آپ کے ہر معروف فیصلے کو مانوں گا۔ یعنی ہر وہ بات جس کے لئے خدا تعالیٰ نے آپ کو مامور فرمایا ہے۔ ہر وہ بات جس کی اسلام کی تعلیم کی روشنی میں آپ ہمیں ہدایت فرمائیں گے۔ اور پھر صرف اس کا ماننا ہی نہیں ہے، اس کی کامل اطاعت ہی نہیں ہے بلکہ مرتے دم تک اس پر قائم رہنے کی کوشش کروں گا اور عمل کروں گا۔ اور یہ عہد بھی کہ جو تعلق اور محبت کا رشتہ قائم ہوگا اس کا معیار ایسا اعلیٰ درجے کا ہوگا کہ جس کی مثال دنیوی رشتوں اور تعلقوں میں نہ ملتی ہوگی۔ نہ ہی اس تعلق کی مثال اس حالت میں ملتی ہوگی جب انسان کسی سے وفا کی وجہ سے خالص ہو کر تعلق رکھتا ہے۔ نہ اس کی مثال اس صورت میں ملے جب انسان کسی کے زیر احسان ہو کر اپنے آپ کو اس کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ پس اس دنیا میں آنحضرت ﷺ کے بعد اعلیٰ معیار کی محبت اگر کسی سے ہوسکتی ہے تو وہ آپ کے غلام صادق سے ہو۔ پس یہ معیار ہیں جو ہمیں قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے کے بعد آپ سے تعلق کیسا ہونا چاہئے؟ ان باتوں کی روشنی میں ہر ایک اپنا جائزہ خود لے سکتا ہے کہ کیا ہمارے یہ معیار ہیں؟ یا جب دنیاوی معاملات ہمارے سامنے ہوں، دنیاوی منفعتیں ہمارے سامنے ہوں، دنیاوی فوائد ہمارے سامنے ہوں تو ہم یہ باتیں بھول جاتے ہیں، دنیاوی تعلقات اور دنیاوی اغراض اس محبت کے تعلق اور اطاعت پر حاوی ہو جاتے ہیں؟ انسان کسی بھی کام کو یا تو اپنے فائدے اور مفاد کے لئے کرتا ہے یا اگر مرضی کا کام نہیں ہے تو بعض دفعہ بلکہ اکثر دفعہ خوف کی وجہ سے بھی کرتا ہے کہ مجبوری ہے۔ نہ کیا تو پوچھا بھی جائے گا اور ہوسکتا ہے کہ سزا بھی مل جائے۔ یا محبت اور اخلاص اور وفا کے جذبے کے تحت کرتا ہے۔ اگر دین کا صحیح فہم و ادراک ہو تو دین کے کام انسان محبت اور اخلاص و وفا کے جذبے کے تحت ہی کرے گا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے یہ توقع رکھی ہے کہ آپ کی بیعت میں آ کر اس جذبے کو بڑھائیں۔ جب تک یہ اطاعت اور خلوص کا جذبہ اور اخلاص کا تعلق اگر پیدا نہیں ہوگا تو جو نصائح کی جاتی ہیں ان کا بھی اثر نہیں ہوگا۔ ان پر عمل کرنے کی کوشش بھی نہیں ہوگی۔ پس اگر نصائح پر عمل کرنا ہے،

آپؑ کی باتوں کو ماننا ہے، اپنے عہد بیعت کو نبھانا ہے تو اپنے اطاعت اور اخلاص اور وفا کے معیاروں کو بھی بڑھانا ضروری ہے۔ کیا کوئی احمدی کبھی یہ تصور کر سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کوئی بات قرآن و سنت کے منافی کی ہوگی؟ یقیناً نہیں۔ پس جب نہیں تو پھر ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے کہ معروف اطاعت کا مطلب ہے کہ محبت و اخلاص کو انتہا پر پہنچا کر کامل اطاعت کرنا اور کامل اطاعت صرف اس صورت میں ہو سکتی ہے جب جس کی اطاعت کی جا رہی ہے اس کے ہر حکم کی تلاش اور جستجو بھی ہو۔ پس ہم پر فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے جو توقعات رکھی ہیں، جو حکم دیئے ہیں ان کو تلاش کریں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں ورنہ تو صرف دعویٰ ہوگا کہ ہم ہر بات مانتے ہیں۔ باتوں کا ہمیں پتا ہی نہیں کہ کیا ہیں اور کس کو ماننا جاتا ہے تو ماننی کیا ہیں۔

پس احمدی ہونے کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ اپنے علم میں اضافہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر جس تعلق کو قائم کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے بڑھایا جائے اور خالص ہو کر اپنی زندگی کو اس کے مطابق ڈھالا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو جو نصائح فرمائی ہیں، جماعت کے افراد سے جو توقعات رکھی ہیں وہ آپ کی مختلف کتب اور ارشادات میں موجود ہیں۔ اس وقت ان میں سے چند ایک میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ''ہماری جماعت کو ایسا ہونا چاہئے کہ صرف لفّاظی پر نہ رہیں''۔ ظاہر پر نہ رہیں، صرف باتیں ہی نہ ہوں۔ ''بلکہ بیعت کے سچے منشاء کو پورا کرنے والی ہو''۔ سچا منشاء کیا ہے؟ فرمایا: ''اندرونی تبدیلی کرنی چاہئے۔ صرف مسائل سے تم خدا تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے۔ اگر اندرونی تبدیلی نہیں تو تم میں اور تمہارے غیر میں کچھ فرق نہیں'' آپ نے فرمایا کہ ''ہر ایک کو چاہئے کہ اپنے بوجھ کو اٹھائے اور اپنے وعدے کو پورا کرے''۔

پس صرف اعتقادی طور پر اپنے آپ کو درست کر لینا، بیعت کر لینا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو مان لینا، مسائل اور بحث میں دوسروں کے منہ بند کر دینا کوئی حیثیت نہیں رکھتا اگر عملی تبدیلی نہیں ہے، عملی حالتیں اگر بہتر نہیں ہو رہیں۔ آپ نے فرمایا ''اپنے نفس کی تبدیلی کے واسطے سعی کرو۔ کوشش کرو۔ نماز میں دعائیں مانگو۔ صدقات خیرات سے اور دوسرے ہر طرح کے عمل سے **وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا** (العنکبوت:70) میں شامل ہو جاؤ۔ (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 188)

وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا کیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ان کو کیا ہوتا ہے **لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَنَا** (العنکبوت:70) کہ ہم ضرور انہیں اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیں گے۔

اس کی ایک جگہ مزید وضاحت فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ ''بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو شخص نہایت لاپرواہی سے سستی کر رہا ہے وہ ایسا ہی خدا کے فیض سے مستفیض ہو جائے۔ جو سستی کر رہا ہے وہ مستفیض نہیں ہو سکتا''۔ فرمایا یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ سستی کرنے والا خدا کے فیض سے مستفیض ہو جائے ''جیسے وہ شخص کہ جو تمام عقل اور تمام زور اور تمام اخلاص سے اس کو ڈھونڈتا ہے'' یعنی خدا تعالیٰ کو ڈھونڈتا ہے۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد اول۔ صفحہ 566 حاشیہ نمبر 11)

پس جب آپ ہمیں یہ فرماتے ہیں کہ میری مانو اور میرے پیچھے چلو اور مجھ سے اطاعت کا تعلق رکھو تو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو ڈھونڈنے کی راہیں ہمیں دکھائیں، ہمیں بتائیں کہ تم کس طرح اللہ تعالیٰ کو پا سکتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے فیض سے ہمیں حصہ لینے والا بنائیں۔ اپنی نمازوں کو وقت پر اور صحیح رنگ میں ادا کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ کے پیار کو جذب کرنے کے لئے صدقہ و خیرات کی طرف بھی توجہ دیں۔ گویا کہ آپ سے تعلق اور اطاعت کا رشتہ ہمیں خدا تعالیٰ سے تعلق میں بڑھا رہا ہے۔

پھر آپ نے ایک جگہ یہ نصیحت فرمائی کہ تم دو باتوں کا خیال رکھو۔ پہلی بات یہ ہے کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کر دکھاؤ اور دوسری بات یہ کہ اس کی یعنی اسلام کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلاؤ۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 8 صفحہ 323 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) تبلیغ کرو۔ یہ پیغام پہنچاؤ۔

جب ہمارا اپنا علم کمزور ہوگا، جب ہماری اپنی عملی حالتیں قابل فکر ہونگی تو ہم سچے مسلمان کا کیا نمونہ بنیں گے؟ ہم اسلام کے پیغام اوراس کے کمالات کو دنیا کو کیا بتائیں گےاور پھیلائیں گے؟

پھر آپ نے ایک جگہ فرمایا کہ ''ہماری جماعت یہ غم کُل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے کہ ان میں تقویٰ ہے یا نہیں۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 35۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) ہمارا سب سے بڑا غم یہ ہونا چاہئے۔ پس اس کے لئے کسی لمبی چوڑی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر ایک خود اپنا جائزہ لے سکتا ہے کہ دنیا کا غم اسے زیادہ ہے یا دین کی بہتری کا غم اور یہ غم نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنی اولاد کے لئے بھی ہے یا نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کا خوف اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی طرف توجہ ہے یا نہیں ہے۔ یا جب دنیاوی معاملات ہوں تو خدا تعالیٰ کی رضا پیچھے چلی جاتی ہے۔

آپ نے ایک جگہ فرمایا کہ روزمرہ کے معاملات میں بھی ناجائز غضب اور غصے سے بچنا تقویٰ کی ایک شاخ ہے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 36، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) جو لوگ ذرا ذرا سی بات پر غصے میں آجاتے ہیں انہیں خود ہی اپنی حالتوں پر غور کرنا چاہئے کہ وہ بھی تقویٰ سے دور ہو رہے ہیں۔

یہ چند ایک نصائح میں نے آپ کے سامنے رکھی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نے ہمیں فرمائی ہیں۔ یہی باتیں ہیں جب ہم غور کریں تو ہمیں آپ علیہ السلام سے تعلق اور محبت میں بڑھاتی ہیں۔ کس طرح اور کس درد کے ساتھ آپ کو ہماری دنیا و عاقبت کی فکر ہے۔ ایک باپ سے زیادہ آپ ہمارے لئے فکرمند ہیں۔ ایک ماں سے زیادہ آپ ہمارے لئے بے چین ہیں۔ بار بار ہمیں نصیحت فرماتے ہیں اس لئے کہ کسی طرح ہمیں غلط راستوں سے نکال کر خدا تعالیٰ کی رضا کے راستوں پر ڈال دیں۔ اس فکر اور پیار کے اظہار کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ ہر احمدی کہلانے والا بھی آپ سے تعلق واطاعت کے اعلیٰ معیار نہ قائم کرے تا کہ اپنی دنیا و عاقبت سنوار سکے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا جماعت پر یہ بھی احسان ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد نظام خلافت کو ہم میں قائم کیا اور خلافت کے نظام نے بھی اسی کام کو آگے بڑھانا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سپرد اللہ تعالیٰ نے کیا تھا۔ اس حوالے سے خلافت کے ساتھ بھی اخلاص اور اطاعت کے تعلق کو جوڑ کر ہم اپنی منزلوں کی طرف سفر جاری رکھ سکتے ہیں۔ جو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا سچے مسلمان کا نمونہ بننا اور اسلام کے پیغام کو دنیا میں پھیلانا ہے۔ خلیفۂ وقت کے ہاتھ پر بھی ہر احمدی عہد بیعت باندھتا ہے۔ پس اس عہد کو پورا کرنا بھی ضروری ہے اور اس کے لئے خلافت کی طرف سے جو ہدایات آتی ہیں، جو نصائح کی جاتی ہیں، جو پروگرام دیئے جاتے ہیں ان پر عمل کر کے ہی اس عہد کو پورا کیا جاسکتا ہے۔

بیعت کے وقت ہر احمدی یہ عہد کرتا ہے کہ ان شرائط کی پابندی کرے گا جو بیعت کی شرائط ہیں اور خلیفۂ وقت جو بھی معروف فیصلہ کریں گے اس کی پابندی کرے گا اور جیسا کہ میں نے کہا خلیفۂ وقت کا کام بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کام اور آپ کی نصائح کو آگے پھیلانا ہے۔ اسلام کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے پہ پھیلانا ہے۔ پس جب ہر احمدی اس سوچ کے مطابق اپنے آپ کو بنائے گا تب ہی حقیقی اطاعت کے معیار قائم ہوں گے۔ تب ہی جماعت کی اکائی قائم ہوگی۔ تب ہی تبلیغ کے میدان کھلیں گے اگر ہر ایک یہ کہہ کر کہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعلق اخوت اور عقیدت ہے اور میں آپ کی اطاعت کرتا ہوں اپنے اپنے راستے متعین کرنے لگ جائے تو کبھی ترقی نہیں ہوسکتی۔ جماعت احمدیہ کی خوبصورتی اسی میں ہے کہ اس میں نظام خلافت قائم ہے اور جو تعلق ہر احمدی کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس وجہ سے ہے کہ آپ آنحضرت ﷺ کے غلام صادق ہیں تو اس تعلق کو آگے خلافت کے لئے بھی رکھنا ضروری ہے۔

پرسوں المیرے (Almere) میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ وہاں جو مَیں نے مختصراً مسجد کے حوالے سے باتیں کیں۔ اسلام کی تعلیم، مسجد کی اہمیت اور احمدیوں کی ذمہ داریوں کے متعلق بتایا تو اس پر ایک لوکل مہمان عورت نے اس بات کا اظہار کیا کہ خلیفہ کی باتیں تو بڑی اچھی ہیں لیکن اب دیکھتے ہیں کہ یہاں رہنے والے احمدی ان پر کس حد تک عمل کرتے ہیں اور امن اور پیار اور محبت کی فضا پیدا کرتے ہیں۔ پس لوگوں کی بھی آپ پر نظر ہے۔ س لئے اپنی حالتوں کے جائزے لیتے رہنے کی ضرورت ہے۔ لوگ خلافت کے حوالے سے زیادہ نظر رکھیں گے۔ اس لئے صرف عہد بیعت کافی نہیں

ہے۔اپنی اصلاح کے لئے بھی اور تبلیغ کے لئے بھی عمل کی ضرورت ہے۔ ہر جگہ اور ہر سطح پر اپنی اکائی کو قائم رکھنے اور ایک ہاتھ پر اٹھنے اور بیٹھنے کے لئے خلافت کی اطاعت کی بھی ضرورت ہے۔

اس زمانے میں احمدی خوش قسمت ہیں کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے جدید سہولتیں اور ایجادات پیدا فرمائیں وہاں احمدیوں کو بھی نوازا۔ دین کی اشاعت کے لئے جماعت کو بھی یہ سہولت مہیا فرمائی۔ ٹی وی، انٹرنیٹ اور ویب سائٹس وغیرہ پر جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام آج موجود ہے جس پر ہم جب چاہیں پہنچ سکتے ہیں۔ مختلف بڑی زبانوں میں ان کو دیکھ بھی سکتے ہیں اور سن بھی سکتے ہیں وہاں خلیفۂ وقت کے نصائح اور خطابات بھی وہاں سن پڑھ سکتے ہیں جو قرآن، حدیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام پر ہی مشتمل ہوتے ہیں۔ اور انہی پر بنیاد ہے اس کی جو دنیا میں آج ایم ٹی اے کے ذریعہ سے ہر جگہ پہنچ رہا ہے۔ جس نے جماعت کو اِکائی بننے کا ایک نیا انداز دیا ہے۔ پس آپ میں سے ہر ایک کو اس بات کو سامنے رکھنا چاہئے اور اس کی ہر ایک کو ضرورت ہے کہ ایم ٹی اے سے اپنا تعلق جوڑیں تا کہ اس اکائی کا حصہ بن سکیں۔ ہر ہفتہ کم از کم خطبہ سننے کی طرف خاص توجہ دیں۔ ہر گھر اپنے گھروں کے جائزے لے کہ گھر کے ہر فرد نے یہ سنا ہے یا نہیں۔ اگر بیوی سنتی ہے اور خاوند نہیں تو تب بھی فائدہ نہیں اگر باپ سنتا ہے اور ماں اور بچے نہیں سن رہے تب بھی کوئی فائدہ نہیں۔ یہ انتظام جو اللہ تعالیٰ نے ایک اکائی بننے کے لئے پیدا فرمایا ہے اس کے لئے ایک وقت میں دنیا کے ہر کونے میں خلیفۂ وقت کی آواز پہنچ جاتی ہے اس کا حصہ بننے کی ہر احمدی کو ضرورت ہے۔ پس اس طرف توجہ کریں۔ اگر یہ پتا نہیں کہ کیا کہا جا رہا ہے تو اطاعت کیسے ہوگی۔ باتیں سنیں گے تو اطاعت کے قابل ہوں گے۔ پس ان باتوں کی تلاش کریں جن کی اطاعت کرنی ہے ورنہ تو یہ صرف دعویٰ ہے اور صرف ظاہری اعلان ہے کہ آپ جو بھی معروف فیصلہ کریں گے اس کی پابندی کرنی ضروری سمجھوں گا یا عورت ہے تو ضروری سمجھوں گی۔ یا اجتماعوں میں کھڑے ہو کر یا بیعت کے وقت یہ اعلان کر دیں کہ خلافت احمدیہ کے استحکام کی ہم کوشش کرتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہر گھر اس طرف توجہ دینے والا ہو اور اللہ تعالیٰ نے ہماری تربیت کے لئے جو سہولت مہیا فرمائی ہے ہم اس سے بھرپور استفادہ کرنے والے ہوں۔ اور صرف تربیت ہی نہیں بلکہ اسلام کی تعلیم کو پھیلانے میں بھی یہ (MTA) بہت بڑا کردار ادا کر رہا ہے۔ اگر کسی وجہ سے لائیو نہیں بھی سن سکتے تو ریکارڈنگ سنی جا سکتی ہے۔ انٹرنیٹ پر یہ پروگرام موجود ہے۔ اور خاص طور پر اس میں خطبات اور بہت سارے اور بھی خاص خاس پروگرام ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے کہ جہاں آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خاص تعلق جوڑنے والے ہوں وہاں آپ کے بعد جاری نظام خلافت سے بھی پختہ تعلق ہو اور اطاعت کے نمونے دکھانے والے ہوں اور یہی تعلق اور اطاعت آنحضرت ﷺ کی حدیث کے مطابق آنحضرت ﷺ کی اطاعت سے گزارتے ہوئے خدا تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا اور اس کی رضا حاصل کرنے والا بناتی ہو۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

= = = = =

مسیحِ وقت اب دنیا میں آیا — خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا — صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مَے ان کو ساقی نے پلا دی
فَسُبحَانَ الَّذِیٓ اَخزَی الاَعَادِیٓ

(از درثمین)

ابن مریم مر گیا حق کی قسم

صدیقہ وسیم مجلس فرید رکستاد

موجودہ زمانے میں اسلام کے مقابلہ پر مسیحیت کو جو عارضی اور ظاہری غلبہ حاصل ہے اس کی تہہ میں یہی ایک جھوٹ کارفرما ہے کہ نعوذ و باللہ آنحضورﷺ وفات پا کر اس زمین میں دفن ہو چکے ہیں جبکہ ابن مریم اب تک خدا کے پہلو میں بیٹھا دوبارہ دنیا میں آنے کا انتظار کر رہا ہے۔اب وقت ہے کہ اس بے بنیاد عقیدہ کو غلط ثابت کیا جائے۔اس مضمون میں میں قرآن پاک کے حوالوں اور احادیث اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالوں سے مسیح کی اس دنیا میں وفات ثابت کروں گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کے راستے میں سب سے پہلا سوال حضرت مسیح ناصری کی وفات کا ہے کیونکہ جب تک پہلا مسیح فوت نہ ہو دوسرے کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ کام نہیں تھا کہ مسیح ناصری کی وفات ثابت کرتے بلکہ ہمارے مخالفین کا کام تھا کہ وہ مسیح ناصری کی حیات ثابت کرتے ،مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کی اصلاح کے لئے یہ کام اپنے ہاتھ لیا اور دلائل، براہین سے مسیح کی وفات ثابت کی اور دشمنوں کے منہ بند کروا دئے یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے علماء بھی احمدیوں سے وفات مسیح کے موضوع پر بات کرنے سے کتراتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک شعر میں لکھتے ہیں: ابن مریم مر گیا حق کی قسم داخل جنت ہوا وہ محترم (از درثمین)

یعنی مسیح ایک انسان اور نبی تھے وہ اس دنیا میں جئے اور اسی دنیا میں فوت ہوئے ،جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے **فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ** (سورہ اعراف آیت ۲۶) ترجمہ: ''یعنی تم اپنی زندگی کے دن زمین پر ہی کاٹو گے اور زمین پر ہی تمہیں موت آئے گی''

اس آیت میں خدا تعالیٰ وضاحت سے فرماتا ہے کہ تمام انسانوں کے لئے یہ مقدر ہے کہ وہ دنیا میں ہی زندگی کے دن گزاریں۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مسیح کو زندہ آسمان پر لے جاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کیا نعوذ باللہ اپنے اس فیصلہ کو بھول گیا کہ انسان کے لئے میں نے اس دنیا میں جینا اور مرنا مخصوص کر دیا ہے۔پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ،**اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًاo اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًاo** (سورہ مرسلات آیت 26-27) ترجمہ: ''یعنی ہم نے زمین کو ایسا بنایا ہے کہ وہ انسان کو اپنی طرف کھینچنے والی ہے اور اس کو اپنے پاس روکنے والی ہے خواہ انسان زندگی کی حالت میں ہو یا مردہ''

اس آیت نے گویا پہلی آیت کی تشریح کر دی کہ انسان خواہ زندہ ہو یا مردہ یہ زمین انسانی جسم کو اپنے سے باہر نہیں جانے دیتی ،اور ساتھ ہی مسیح کے زندہ آسمان پر جانے کو غلط ثابت کرتی ہے۔ایک اور مثال بیان کرتی ہوں اس وقت جب کفارِ مکہ نے آنحضورﷺ کو کہا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو ہمیں آسمان پر چڑھ کر دکھائیں پھر ہم مان لیں گے تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ اے رسول تو ان کو جواب دے کہ ،ترجمہ ''یعنی پاک ہے میرا رب میں تو صرف ایک انسان رسول ہوں'' (سورہ بنی اسرائیل آیت 94)

مرزا بشیر احمد ایم۔اے اپنی کتاب الحجۃ البالغۃ صفحہ 5 پر وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے کہ ایک بشر کا زندہ آسمان پر جانا خدا کی سنت اور وعدہ کے خلاف ہے اور خدا اس بات سے پاک ہے کہ خود اپنے فیصلوں کو توڑے۔غور کا مقام ہے کہ کفارِ عرب نبی کریمﷺ جیسے عظیم انسان سے آسمان پر جانے کا معجزہ طلب کرتے ہیں اور اس قسم کا معجزہ دیکھنے پر ایمان لانے کا وعدہ کرتے ہیں لیکن نبی کریمﷺ صاف جواب دیتے ہیں کہ میں تو صرف ایک بشر رسول ہوں اور کوئی بشر آسمان پر زندہ نہیں جا سکتا۔اس آیت کے ہوتے ہوئے ایک عیسائی یہ بات کرنے کی جرأت کرے تو کرے کہ مسیح زندہ آسمان پر چلا گیا ہے مگر ایک مسلمان کہلانے والا انسان

جو مسیح کو ایک انسان اور نبی کریم ﷺ سے درجہ میں بہت چھوٹا انسان یقین کرتا ہے ایک لمحہ کے لئے بھی اس بات کو قبول نہیں کرسکتا کہ حضرت مسیح ناصری اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر جا بیٹھے ہیں۔غضب ہے کہ نبی کریم ﷺ تو کفار کو یہ جواب دیتے ہیں کہ میں صرف انسان ہوں اور انسان کا آسمان پر زندہ چلے جانا خلاف سنت اور خلاف فیصلہ الٰہی ہے مگر مسلمان ہیں کہ مسیح کو انسان مانتے ہوئے پھر بھی اسے آسمان پر بٹھا رہے ہیں۔کیا واقعی اگر مسیح آسمان پر زندہ بیٹھا ہے تو وہ اس آیت کی روح سے بالا ہستی نہیں ثابت ہوتا؟ کیا ایک عیسائی مسلمان کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ جب قرآن میں تمہارے نبی آسمان پر زندہ جانے کے راستہ میں صرف بشریت کو بطور روک کے بیان کرتے ہیں تو کیا مسیح جو آسمان پر تمہارے نزدیک بجسم عنصری جا پہنچا وہ تمہارے نبی سے افضل بلکہ انسان سے کوئی بالا ہستی نہ ثابت ہوا؟ اس کا جواب مسلمانوں کے پاس سوائے شرمندگی کے اور کیا ہے؟ افسوس مسلمانوں نے خود اپنے ہاتھ سے اسلام میں ارتداد کا راستہ کھولا اور اپنے آقا حضرت محمد ﷺ کی افضلیت پر خود اپنے ہاتھ سے تیر چلائے''

اسی طرح معراج کا واقعہ ہے یہ ایک کشفی نظارہ تھا جس میں آپکی اور آپکی امت کی آئندہ ترقیات کے نظارہ کے طور پر نبی کریم ﷺ کو آسمانوں کی سیر کروائی گئی۔

اب قرآنی حوالہ جات سے کہ مسیح ناصریؑ اس خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر نہیں جاسکتے آپ کی وفات ثابت کروں گی۔قرآن پاک میں ہے:۔

ترجمہ۔اور محمد ﷺ صرف ایک رسول ہیں ان سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں پس اگر وہ وفات پا جائے یا قتل کیا جائے تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ (آل عمران آیت 145)

اس آیت میں صاف بتایا گیا ہے کہ آنحضور ﷺ سے پہلے تمام رسول فوت ہو چکے ہیں۔قدخلت کے لفظی معنی ہیں گزر چکے ہیں۔اور گزرنے سے یہاں مراد وفات پانے کے ہی ہیں۔کیونکہ گزرنے کی صرف دو صورتیں یہاں بیان ہوئی ہیں۔ایک موت اور دوسرا قتل کیا جانا۔اس آیت کے معنی اس حدیث سے جو بخاری کتاب المناقب میں درج ہے سے مزید وضاحت ہو جاتی ہے جب آنحضور ﷺ کی وفات پر حضرت عمرؓ نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا تھا کہ آپ ﷺ وفات پا چکے ہیں اور تلوار لے کر کھڑے ہو گئے تھے کہ جو کہے گا کہ آپ ﷺ وفات پا گئے ہیں اس کا سر تن سے جدا کر دوں گا۔اس وقت حضرت ابوبکرؓ نے یہی آیت پڑھ کر سنائی تھی جس پر لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ پر اس آیت کے سننے سے اس قدر غم طاری ہوا کہ وہ زمین پر گر گئے اور وہ بات محسوس کی جو وہ وقتی غم میں محسوس نہیں کر رہے تھے کہ ان کا پیارا آقا بھی ایک رسول تھا جس نے گزشتہ انبیاء کی طرح موت کے دروازے سے گزرنا تھا،اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو ضرور صحابہؓ میں سے کوئی کھڑا ہو کر کہتا کہ نہیں باقی فوت ہو گئے ہیں مگر عیسیٰؑ ابھی زندہ ہیں مگر ایسا کسی نے بھی نہیں کہا اس کا مطلب ہے کہ اس وقت صحابہؓ کا اجماع اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ آپ ﷺ سے پہلے سب نبی فوت ہو چکے تھے بشمول حضرت عیسیٰؑ۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا قیامت کے دن میری امت کے کچھ لوگ دوزخ کی طرف لے جائے جائیں گے تو میں کہوں گا اے میرے رب یہ تو میرے صحابہ ہیں جواب ملے گا کہ تو نہیں جانتا کہ تیرے پیچھے انہوں نے کیا کیا۔اس وقت میں وہی کہوں گا جو اللہ کے صالح بندے (عیسیٰ ابن مریم) نے کہا تھا کہ میں ان کا اسوقت تک نگران تھا جب تک ان میں تھا اور جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی ان کا نگہبان تھا۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر المائدہ جلد 3 صفحہ 1141)

دیکھئے نبی کریم ﷺ نے وہی الفاظ اپنے لئے استعمال کئے جو حضرت عیسیٰؑ نے۔اب یہ ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے بلکہ فوت ہو کر اسی دنیا میں اسی زمین پر دفن ہیں۔موت نے ہی آپ کو آپ کے متبعین سے الگ کیا تھا اس لئے اس حدیث اور قرآنی آیت کے یہی معنی حضرت عیسیٰؑ کے لئے لینے چاہئے کہ وہ بھی فوت ہو کر اپنے متبعین سے جدا ہوئے تھے نہ کہ زندہ آسمان پر جا کر۔

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اقتباس پیش خدمت ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جواب تک زندہ موجود ہیں وہ تمام مرجائیں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ ابن مریمؑ کو آسمان سے اترتے ہوئے نہیں دیکھے گا اور ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰؑ ابن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ پھر اولاد کی اولاد مرے گی وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰؑ اب تک آسمان سے نہیں اترا تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰؑ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سب سخت ناامید اور بدظن ہوکر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے'' (تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن 20-27)

وفات مسیح ناصری علیہ السلام

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال؟
دل میں اُٹھتا ہے مرے سو سو اُبال
ابن مریمؑ مر گیا حق کی قسم
داخلِ جنت ہوا وہ محترم
مارتا ہے اس کو فرقاں سر بسر
اس کے مرجانے کی دیتا ہے خبر
وہ نہیں باہر رہا اموات سے
ہو گیا ثابت یہ تیس آیات سے
کوئی مُردوں سے کبھی آیا نہیں
یہ تو فرقاں نے بھی بتلایا نہیں

(از درِثمین، صفحہ 13)

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت

صدیقہ ناصرہ

آنحضورﷺ نے اپنی امت کے حالات بتاتے ہوئے خبر دی تھی کہ ایک وقت آئے گا جب اس کی دینی حالت اس قدر بگڑ جائے گی کہ ایمان تک باقی نہیں رہے گا۔مسلمان صرف نام کے رہ جائیں گے قرآن کے الفاظ تو ہوں گے مگر اس پر عمل نہ ہوگا غرضیکہ امت بگڑ کر ایسی شدید گمراہی میں مبتلاء ہوجائے گی کہ **ظَھَرَ الفساد فی البَرّ والبحر** کا نظارہ ہوگا اور وہ وقت ہر لحاظ سے امت کے لئے بہت دردناک ہوگا۔مگر اس دورِ ضلالت میں بھی آپؐ نے امت کے لئے امید کی شمع روشن فرمائی اور اس نور و ہدایت کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا دیکھو اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں میرا، ہاں میرا ایک غلام صادق اور عاشقِ کامل آئے گا اور امت کے لئے نور و ہدایت کا سامان کرے گا،اس کو ماننا خواہ برف کے تودوں پر سے چل کر جانا پڑے جب ملو تو اس کو میرا اسلام کہنا۔مگر افسوس جب وہ ظاہر ہوا تو لوگوں نے اس کو قبول نہیں کیا مگر خدا نے بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر فرمائی اور کیا زمین اور کیا آسمان ہر ایک نے اس کی صداقت کی گواہی دی کیا جن اور کیا انس حتیٰ کہ سمندروں اور پہاڑوں تک نے شہادت دی کہ ہاں یہی موعود ہے اور یہی وقت مہدی موعود کا وقتِ ظہور ہے۔

عصرِ حاضر میں انسانیت کے گم کردہ راہ قافلے نے جس طرح اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور فرستادوں کی تعلیم کو فراموش کردیا ہے اس کی نظیر بہت کم ملتی ہے عوام سے لیکر علماء تک سبھی طبقے خواہ ان کا تعلق کسی بھی مکتبِ فکر سے کیوں نہ ہو امتِ مرحومہ کے مرثیہ خواہ نظر آتے ہیں۔ہر وہ شخص جو ذرّہ بھر بھی دکھ انسانیت کا اپنے دل میں رکھتا ہے یہ کہتے ہوئے عار محسوس نہیں کرتا کہ جو تاریکی چھٹی صدی عیسوی میں جہالت نے پھیلائی تھی جبکہ اسلام کا ظہور ہوا تھا ویسی ہی یا اس سے بھی بڑھ کر روحانی تاریکی اور ظلمت پھر عود کر آئی ہے اور جو نقشہ آنحضورﷺ نے امت کا کھینچا تھا وہ من وعن پورا ہوگیا۔

شورش کاشمیری ایڈیٹر رسالہ چٹان لاہور لکھتے ہیں:

''اس وقت مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ ایک زوال پذیر قوم کی تمام نشانیاں انہوں نے قبول کررکھی ہیں'' (چٹان 9اگست 1963)

اسی طرح علماء زمانہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''جتنا نقصان ہمارے علماء محترم کی اکثریت نے اسلام کو پہنچایا اتنا شدید نصرانیت اور مجوسیت کے اجتماعی حملے نے بھی نہ پہنچایا لوگ مرتد اس لئے ہورہے ہیں کہ ان کے لئے اسلام میں دلکشی نہیں رہی لوگ اس لئے مرتد ہورہے ہیں کہ جو لوگ مسندِ رسولﷺ کے وارث ہیں اور جنہوں نے اپنے نام کے ساتھ خطاباتِ حسنہ کا ایک انبار لگا رکھا ہے ان کے اعمال وافعال عامۃ الناس کو مرتد کررہے ہیں۔'' (چٹان 7 ستمبر 1964)

شاعرِ مشرق علامہ اقبال مسلمانوں کی ایمانی حالت کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں:

مسجد تو بنالی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے　　　　من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

آج اگر ہم دیکھیں تو مسلمانوں کا کیا حال ہے ان کی رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں لوگ علماء کے پاس جاتے ہیں مگر وہ بھی اسلام کے نام پر دھوکا دیتے ہیں آئے دن دلخراش خبریں سننے کو ملتی ہیں کہ نام نہاد علماء کس طرح بھولی بھالی خواتین اور بچیوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بناتے ہیں ISIS نے اسلام اور قرآن کی غلط تشریحات کرکے دنیا میں ظلم اور تشدد کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔کون سا ایسا ظلم ہے جو روا نہیں رکھا جارہا۔دنیا تباہی کے دہانے پر آن کھڑی ہوئی ہے۔

دنیا کے تمام بڑے بڑے مذاہب پیروکار اپنی مقدس کتابوں کی پیشگوئیوں کے مطابق ایک مصلح کی آمد کا انتظار کررہے تھے۔یہود کو بھی ایک مصلح کا انتظار تھا جس کو دورِ آخر میں ظاہر ہونا تھا۔مسلمان بھی ایک امام مہدی کی راہ دیکھ رہے تھے، ہندو کرشن کی آمد کے منتظر تھے اور بدھ کے ماننے والے بدھا

کے نئے روپ میں ظاہر ہونے کا انتظار کر رہے تھے لیکن خدائی نوشتوں کے مطابق مقدر یہ تھا کہ تمام مذاہب کا موعود ایک ہی صورت میں ظاہر ہو جو حضرت محمد ﷺ کا امتی اور پیروکار ہو جس کا مقصد تمام بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ کے آخری دین اور مکمل ضابطہء حیات اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنا تھا اس تمام صورتحال کے پیش نظر اب ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ موعود اقوام عالم کون ہے اور اس کے مشن کو آگے بڑھانے والی جماعت کون ہے جبکہ زمانہ بزبان حال پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ: تم مسیحا بنو خدا کے لئے ہم مریضوں کی ہے تمہی پہ نظر

بالآخر زبان خلق نقارہ خدا بن گئی اور خدا کی غیرت جوش میں آئی اور ہندوستان کی ایک گمنام بستی سے یہ آواز بلند ہوئی:

میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسمان سے وقت پر

خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار کیوں عجب کرتے ہو گر میں آ گیا ہو کر مسیح (از درثمین)

یہ آواز تھی خدا کے ایک برگزیدہ کی۔ عشق رسول میں سرشار اور بنی نوع انسان کے ہمدرد حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی۔ آپ نے 1885ء کو آج سے کوئی 130 سال قبل قادیان کی ایک گمنام بستی میں مسیح اور مہدی ہونے کا اعلان فرمایا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آنحضور ﷺ کی غلامی اور اتباع میں مسیح موعود اور امام مہدی بنا کر بھیجا ہے (غلامی اور اتباع کا مطلب ہے کہ کوئی نئی شریعت نہیں دی) آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میری بعثت کا مقصد یہ ہے کہ تمام دنیا کو اسلام، آنحضور ﷺ اور قرآن کی طرف بلاؤں۔ جب آپ علیہ السلام نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو آپ کی بہت مخالفت کی گئی آپ علیہ السلام سے آپ کی صداقت کے نشانات مانگے گئے۔ آپ علیہ السلام نے قرآن اور حدیث سے بہت سے نشانات بیان کئے اور خدا سے اطلاع پا کر بہت سی پیشگوئیاں بھی بیان کیں ان میں سے بہت سی آپ کی زندگی میں پوری ہوئیں اور بہت ساری آپ کی وفات کے بعد۔

آنحضور ﷺ فرماتے ہیں ہمارے مہدی کی صداقت کے دو نشان ایسے ہیں کہ جب سے آسمان اور زمین بنے ہیں کسی کے لئے ظاہر نہیں ہوئے۔ اوّل چاند کو رمضان کے مہینے میں گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی یعنی ۱۳ تاریخ کو گرہن لگے گا۔ دوئم سورج کو رمضان کے مہینے میں گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی یعنی ۲۸ تاریخ کو گرہن لگے گا۔ اس گرہن کی طرف قرآن کریم کی سورہ القیامہ کی آیت نمبر ۸ تا ۱۰ میں اشارہ ہے۔ اب کہنے والے یہ کہیں گے کہ سورج اور چاند کو گرہن تو لگتے رہتے ہیں یہ کیا صداقت کا نشان ہوا تو اس کی وضاحت کرتی ہوں کہ کس طرح یہ آپ علیہ السلام کی صداقت کا نشان تھا۔

چاند گرہن اور سورج گرہن 1894 میں اپنی تمام شرائط کے ساتھ لگا وہ شرائط کیا تھیں۔ وہ شرائط تھیں رمضان کا ہونا اور ان مقررہ تاریخوں میں لگنا اور ساتھ ساتھ امام مہدی کا موجود ہونا۔ اوپر آپ پڑھ چکے ہیں کہ آپؑ نے 1889 میں مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور جب یہ گرہن لگا اس وقت آپؑ مسیح ہونے کا دعویٰ کر چکے تھے اور یہ نشان بڑا ہی نادر اور غیر معمولی تھا۔ یہ گرہن متعدد ممالک کے طول وعرض میں دیکھا گیا اور اگلے ہی سال امریکہ میں بھی دیکھا گیا۔ اور اس زمانے کے مختلف اخبارات اور سائنسی رسائل کے علاوہ متعدد بزرگوں نے اس نشان کے پورا ہونے کی گواہی دی۔ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے بعد جوق در جوق لوگ احمدیت میں داخل ہوئے مگر کچھ ایسے بدنصیب بھی تھے جنہوں نے نہ صرف اس نشان کو جھٹلایا بلکہ ایمان لانے والوں کو بہت تکالیف دیں۔ ایسے لوگ جنھوں نے جانتے بوجھتے آپ علیہ السلام کو جھٹلایا ان کو عذاب الٰہی نے آ پکڑا۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا ابن مریم ضرور بالضرور حکم اور عدل بن کر تشریف لائیں گے اور لازماً وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ موقوف کریں گے۔ اور اونٹنیاں ضرور متروک ہو جائیں گی اور ان کو تیز رفتاری کے لئے استعمال نہیں کیا جائے گا۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ اب مریم جلد ۱ صفحہ ۱۳۶)

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ آنے والا مسیح انصاف سے کام لے گا، عیسائیت کا مقابلہ کرے گا کیونکہ تلوار کا جہاد نہیں ہوگا بلکہ قلم کا جہاد ہوگا نہ کوئی قیدی بنیں گے اور نہ ہی بنائے جائیں گے اس لئے جزیہ لینے کی ضرورت ہی نہیں ہوگی۔ اور ساتھ ہی ساتھ اس میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس وقت ایسی ایسی تیز رفتار سواریاں ایجاد کی جائیں گی کہ جس کے باعث اونٹوں پر لمبے لمبے فاصلے طے نہیں کئے جائیں گے بلکہ ان کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔

یہ حدیث بھی اپنی پوری شان سے پوری ہو چکی ہے۔اس وقت جب اسلام پر چاروں طرف سے عیسائیت کی یلغار ہو رہی تھی اور مسلمان بڑی تیزی سے پادریوں کی تبلیغ سے عیسائیت کی گود میں گرتے جا رہے تھے اس وقت آپؑ ہی تھے جنہوں نے عیسائی پادریوں کا منہ توڑ جواب دیا بلکہ آپ نے عیسائیت کی یلغار کا اسلام کے خدا کی تائید اور نصرت کے ساتھ ایک سیسہ پلائی دیوار بن کر مقابلہ کیا۔ یہ آپ ہی تھے جنہوں نے اسلام کی صداقت میں براہین احمدیہ جیسی عظیم الشان کتاب لکھی جس کی تعریف اس وقت کے بڑے بڑے علماء نے کی اور آج تک تاریخ میں وہ الفاظ محفوظ ہیں،اسی طرح اگر ہم گزشتہ سو سالوں میں جدید سواریوں کو دیکھیں تو مثلاً ریل گاڑی ،کاریں ،ہوائی جہاز ،بحری جہاز ان سب کی ایجاد بھی آپ کی تائید کرتی دکھائی دیتی ہے۔

ایک پیشگوئی یہ ہے کہ وہ مال تقسیم کرے گا مگر لینے والا کوئی نہیں ہوگا ،اس سے مراد دنیاوی مال و دولت نہیں بلکہ قرآنی معارف اور دین کے حقائق ہیں جن کو بیان کرے گا مگر لوگ اس سے دور بھاگیں گے اور ایسا ہی ہوا۔آپ نے مختلف زبانوں میں بہت سی کتابیں لکھیں ،روحانی خزائین دنیا میں تقسیم کئے مگر بدقسمت لوگ اس سے دور بھاگتے رہے اور اگر پڑھتے بھی ہیں تو ہدایت کے لئے نہیں بلکہ اعتراض کی غرض سے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

''جب ان کی تباہی کی پیشگوئی پوری ہو جائے گی تو ہم ان کے لئے زمین سے ایسا کیڑا نکالیں گے جو ان کو کاٹے گا اس کی وجہ سے لوگ ہمارے نشانات پر یقین نہیں رکھتے تھے'' (النمل آیت 83) اس آیت میں جس کیڑا کا ذکر کیا گیا ہے طاعون کا کیڑا ہے۔

بحار الانوار کی روایت ہے کہ سلمان بن خالد سے روایت ہے کہ انہوں نے ابو عبداللہ کو کہتے سنا ہے کہ امام مہدی کے زمانے میں دو قسم کی اموات کا بکثرت ظہور ہوگا ،ایک سرخ موت اور دوسری سفید موت۔سرخ موت سے مراد تلوار کی جنگ اور سفید موت سے مراد طاعون ہے۔اسی طرح زلزلوں اور جنگوں کے ذریعہ ہونے والی تباہی کے بارے میں بھی آپ علیہ السلام کو مختلف اوقات میں یہ الہام ہوتے رہے۔

9 اپریل 1905ء کو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ: خدا تعالیٰ نے مجھے ایک سخت زلزلے کی خبر دی ہے جو نمونہ ءقیامت اور ہوشربا ہوگا۔ (تذکرہ صفحہ:450)

18 اپریل 1905ء کیا دیکھتا ہوں کہ بڑے زور سے زلزلہ آیا ہے اور زمین اس طرح اُڑ رہی ہے جس طرح روئی دھنی جاتی ہے۔ (تذکرہ۔صفحہ:455)

23 اپریل 1905ء بھونچال آیا اور بڑی شدت سے آیا۔ (تذکرہ۔صفحہ:457)

دسمبر 1905ء خدا نے پھر فرمایا زَلزلۃُ الساعۃ یعنی قیامت کا نمونہ ہوگا اور پھر فرمایا تیرے لئے ہم نشان دکھائیں گے اور وہ جو بھی عمارتیں بناتے جائیں گے ہم ان کو گراتے جائیں گے۔ان سب الہامات میں زلزلے کا لفظ ہے جس سے مراد ظاہری زلزلہ بھی ہے اور جنگ بھی ہے۔بہت سے زلزلے آپ علیہ السلام کی زندگی میں بھی آئے اور بعد میں بھی اور یہ سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا بلکہ ابھی بھی جاری ہے زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں اب سے چند سال پیچھے ہی جا کر دیکھ لو پاکستان ،انڈیا ،افغانستان بلکہ سارے ایشیا جس میں جاپان چائنا سب شامل ہیں کس قدر تواتر سے کبھی سمندری طوفان آئے ہیں کبھی سیلاب اور کہیں آئے دن زلزلے۔ 2015ء ہی کو لے لو اس قدر بڑے چھوٹے زلزلے آ چکے ہیں کہ اب تو ماہرین بھی پریشان ہو گئے ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔مگر جو شعور رکھنے والے اور خدا کا خوف رکھنے والے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ کسی بھیجے ہوئے کا انکار کرنے کے نتیجہ میں ہے۔اور انہی آفات کے نتیجہ میں بہت سی نیک روحوں کو زمانے کے امام کو قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔جہاں تک جنگوں کا ذکر ہے پہلے بھی دو جنگیں بہت تباہی مچا چکی ہیں اور اب ہم تیسری کے دہانے پر کھڑے ہیں۔کل حضرت مسیح موعودؑ نے دنیا کو ان ہولناک تباہیوں سے دنیا کو متنبع کیا تھا اور آج زمانے کے امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دنیا کو اس ہولناک تباہی سے بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اقتباس پیش خدمت ہے۔آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''اگر تم ایماندار ہو تو شکر کے سجدات بجا لاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گزر گئے اور بے شمار روحیں اس شوق میں سفر کر گئیں وہ وقت تم نے پا لیا اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔میں اسکو بار بار بیان کروں گا کہ میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے'' (آئینہ کمالات اسلام۔صفحہ:251)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابہ رضوان اللہ عنہم سے محبت

عطیہ رفعت پرنسدال

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے ”یقیناً تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آیا ہے۔ تمہارا تکلیف میں پڑنا اس پر شاق گزرتا ہے۔ اور وہ تمہارے لئے خیر کا بہت حریص ہے۔ مومنوں کے لئے بے حد مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔“ (التوبۃ۔128)

حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں رسولِ پاک ﷺ نے فرمایا ”مومنوں کی مثال ایک دوسرے سے محبت کرنے، ایک دوسرے پر رحم کرنے اور ایک دوسرے سے مہربانی سے پیش آنے میں ایک جسم کی سی ہے۔ جس کا ایک حصہ اگر بیمار ہو تو اسکی وجہ سے سارا جسم بیداری، بے چینی اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔“ (حدیقۃ الصالحین ص233)

یہ حدیث دراصل آپ ﷺ کی ان قلبی کیفیات سے پردہ اٹھاتی ہے جو آپ ﷺ کے قلبِ اطہر پر اپنے صحابہؓ کے دکھ درد تکلیف اور مصیبت کو دیکھ کر نازل ہوتی تھی کس طرح آپ ﷺ اپنے صحابہؓ کے لئے بے چین و بے قرار ہو جاتے تھے، کس قدر محبت آپ کو اپنے صحابہؓ سے تھی۔ اگر مومنین کی جماعت کی حیثیت بدن کی سی تھی تو آپ ﷺ اس کا دل تھے۔ اتنی بڑی جماعت میں کسی نہ کسی کو تو کوئی نا کوئی دکھ، درد، پریشانی اور تکلیف لاحق رہتی ہی ہے گویا آپ ﷺ کا وجود مبارک ہر وقت اپنے پیاروں کے دکھ اور تکلیف کے احساس سے ایک قسم کے بخار میں مبتلا رہتا تھا۔ آپ کی راتیں بھی ان کی خاطر بے چینی میں گزرتی تھیں اور دن بھی ان کی تکلیفوں کو دور کرنے کے لئے تدابیر حسنہ میں گزرتا تھا۔ آپ ﷺ کے ان احساسات کی ترجمان خود خدا کی ذات بنی اور اس کا اظہار ان آیات کی صورت میں فرمایا جو اوپر بیان ہوئی ہیں۔

اس زمانے میں آپ ﷺ کے عاشقِ صادق اور روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھوں وہی فیضان محمدی ﷺ جاری ہوا۔ حضرت مسیح موعود اور مہدی موعود علیہ السلام کو بھی آنحضرت ﷺ کی غلامی میں اپنی جماعت سے ایسا ہی محبت کا تعلق تھا۔ آپ علیہ السلام اپنے صحابہؓ کی تکلیف سے بڑے ہی بے چین رہتے اور ساری ساری رات دعاؤں میں گزار دیتے، بیماری کی صورت میں اپنے ہاتھ سے دوا دیتے اور بعض اوقات خود نسخے تجویز فرماتے۔ ان کے آرام کا بھرپور خیال رکھتے، ان کی پسند کے کھانے بنواتے، باہر تک ساتھ چھوڑنے جاتے اور ہمیشہ واپسی کا کرایہ دیا کرتے تھے صحابہؓ لمبا لمبا عرصہ قادیان میں آکر ٹھہرا کرتے تھے، آپ علیہ السلام نہ صرف ان کے آرام و آسائش کا خیال رکھتے بلکہ ان کی تعلیم اور تربیت اور صحت کا بھی مکمل خیال رکھا کرتے تھے۔ آپ کے بیٹے حضرت مرزا بشیر احمدؓ نے آپ کے بارے میں یوں لکھا ”الغرض حضرت مسیح موعودؑ کا وجود مجسم رحمت تھا، وہ رحمت تھا اسلام کیلئے، وہ رحمت تھا اس پیغام کیلئے جسے لیکر وہ خود آیا تھا، وہ رحمت تھا اس بستی کیلئے جس میں وہ پیدا ہوا، وہ رحمت تھا اس دنیا کیلئے جسکی طرف وہ مبعوث کیا گیا۔۔۔ وہ رحمت تھا اپنے دوستوں کیلئے وہ رحمت تھا اپنے دشمنوں کیلئے اس نے رحمت کے بیج کو چاروں طرف بکھیرا۔“ (سلسلہ احمدیہ جلد اول ص 211)

تو کیوں نا آج ہم بھی اس رحمت کے خزانے سے چند محبت کے موتی چنیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیچ جو عشق اور محبت کا رشتہ تھا وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ حضرت مولوی نورالدینؓ نے آپ سے عقد اخوت محض للہ باندھا تھا۔ پھر اقرار اطاعت کرنے کے بعد اسکے انتہائی معیاری نمونے دکھا کر اس پر قائم رہنے کی کوئی مثال دی جاسکتی ہے تو وہ حضرت مولانا نورالدینؓ کی مثال ہے ساری دنیا سے ناطہ توڑ کر جو ناطہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے باندھا اس پر ہمیشہ قائم رہے اپنا گھر بار وطن اور عزیز رشتہ دار سب چھوڑ دئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی آپ کو پھر وہ اعزاز دیا جو اور کسی کو نہ مل سکا۔ آپ علیہ السلام نے حضرت مولوی نورالدین کے بارے میں فرمایا: ”چہ خوش بودے اگر ہر یک زِامت نورِ دین بودے“ (نشان آسمانی روحانی خزائن جلد 4 ص 411) یہ کیسا زبردست اعزاز ہے کہ اگر کوئی ناپ تول کا معیار ہے تو وہ معیار حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی ذات کا معیار ہے اگر ہر ایک اپنے اندر وہ اوصاف پیدا کرے جو حضرت خلیفۃ المسیح الاول

میں تھے تو ایک انقلاب برپا ہوسکتا ہے۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کی روایت ہے کہ حضرت صاحبزادہ عبداللطیفؓ صاحب کی شہادت کے بعد ان کا کوئی مریدان کے کچھ بال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس قادیان لایا آپ نے وہ بال ایک کھلے منہ کی چھوٹی بوتل میں ڈالکر اوراس کے اندر کچھ مشک رکھ کر اس بوتل کو سر بمہر کر دیا اوراس میں دھاگہ باندھ کر اسے اپنے بیت الدعا کی ایک کھونٹی سے لٹکا دیا۔ اور یہ سارا عمل حضور علیہ السلام نے ایسے طور پر کیا کہ گویا ان بالوں کو آپ علیہ السلام ایک تبرک خیال فرماتے تھے۔ یہ بال بیت الدعا میں اس غرض سے لٹکائے ہونگے کہ دعا کی تحریک ہوتی رہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ یہ بوتل کئی سال تک بیت الدعا میں لٹکی رہی لیکن اب ایک عرصہ سے نظر نہیں آئی''۔ (سیرت المہدی حصہ سوم روایت ۳۶۸)

ابتدا میں قادیان میں مہمانوں کو ٹھہرانے کیلئے کوئی لنگر خانہ کوئی دارالضیافت کوئی گیسٹ ہاؤس نہیں تھا۔ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ''الدار'' ہی تھا۔ آپ اپنے قریبی صحابہ کو رہائش کے لئے اسی میں کمرے دے دیتے تھے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں۔ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ خواہش رہتی تھی کہ جو دوست قادیان میں آئیں وہ حتی الوسع آپ کے پاس آپ کے مکان کے ایک حصہ میں ہی قیام کریں اور فرمایا کرتے تھے کہ زندگی کا اعتبار نہیں جتنا عرصہ پاس رہنے کا موقع مل سکے غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ اسطرح آپ کے مکان کا ہر حصہ گویا ایک مستقل مہمان خانہ بن گیا تھا اور کمرہ کمرہ مہمانوں میں بٹا رہتا تھا۔ مگر جگہ کی تنگی کے باوجود آپ اس طرح دوستوں کے ساتھ ملکر رہنے میں انتہائی راحت پاتے تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے وہ معززین جو آجکل بڑے بڑے وسیع مکانوں اور کوٹھیوں میں رہ کر بھی تنگی محسوس کرتے ہیں حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ایک ایک کمرے میں سمٹے ہوئے رہتے تھے اوراسی میں خوشی پاتے تھے۔'' (سیرت حضرت اماں جان لجنہ اماءاللہ ضلع لاہور ص ۱۲۸)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ بیان کرتے ہیں ''ایک دفعہ گرمیوں کا موسم تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل خانہ کہیں گئے ہوئے تھے۔ میں حضور کو ملنے اندرون خانہ گیا۔ کمرہ نیا نیا بنا تھا اور ٹھنڈا تھا میں ایک چارپائی پر لیٹ گیا اور نیند آ گئی۔ حضور اس وقت کچھ تحریر فرماتے ہوئے ٹہل رہے تھے۔ میں جب چونک کر جاگا تو دیکھا کہ حضور علیہ السلام میری چارپائی کے پاس نیچے فرش پر لیٹے ہوئے تھے۔ میں گھبرا کر ادب سے کھڑا ہو گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی محبت سے پوچھا مولوی صاحب آپ کیوں اٹھ بیٹھے؟ میں نے عرض کی کہ خادم تو چارپائی پر ہو اور میرا آقا زمین پر لیٹا ہو یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ مسکرا کر فرمایا آپ بے تکلفی سے لیٹے رہیں میں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا۔ کیونکہ بچے شور مچاتے ہیں تو کہیں شور مچا کر آپ کی نیند میں خلل واقع نہ ہو جائے۔'' (سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمدؓ ایم اے ص ۷۰-۷۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خادموں سے بھی نہایت شفقت کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔ حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ بیان کرتے ہیں ''اکثر رات کو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاؤں دباتے ہوئے چارپائی پر سو جایا کرتا تھا آپ مجھے نہ جگاتے بلکہ میں تمام رات وہاں سویا رہتا اور معلوم نہیں حضرت خود کس حالت میں رات گزار دیتے تھے۔ میں آرام سے سوتا تھا۔ تہجد کے وقت حضورؑ ایسی خاموشی اور آہستگی کے ساتھ اٹھتے کہ مجھے خبر بھی نہ ہوتی۔ لیکن گاہے گاہے جب آواز خشوع اور خضوع کے سبب بے اختیار بلند ہوتی تو مجھے خبر ہو جاتی اور میں شرمندہ ہو کر اٹھتا۔ لیکن بے خبری میں سویا رہتا تو حضور مجھے نماز فجر کے واسطے اٹھاتے اور مسجد میں لے جاتے۔'' (ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل ۲۸ فروری تا ۶ مارچ ۲۰۰۳ ص ۷)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ گورداسپور سے خط لیکر حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضورؑ اسکو لیکر شربت کا گلاس لے آئے اور مہمان نوازی فرمائی۔ جب واپس تشریف لائے تو مفتی صاحبؓ گرمی اور تھکان کے باعث اونگھ رہے تھے۔ مفتی صاحبؓ کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ حضور علیہ السلام خود پنکھا جھل رہے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا تھکے ہوئے تھے سو جاؤ اچھا ہے۔'' (ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل ۲۸ فروری تا ۶ مارچ ۲۰۰۳ ص ۷)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ فرماتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بے نفسی کا یہ عالم تھا ۱۸۹۷ء میں ملتان جاتے ہوئے دو روز کیلئے لاہور میں قیام فرمایا۔ ایک نہایت غریب احمدی حضرت صوفی احمد دین صاحبؓ ڈوری باف (کھڈی پہ کام کرنے والے) کی درخواست پر ان کے ہاں کھانا تناول

کرنے کیلئے ان کے ہاں تشریف لے گئے۔

حضرت مہر حامد علی صاحبؓ کا مکان قادیان سے باہر تھا جہاں کوڑا کرکٹ جمع ہوتا ہے اور وہ زمیندار تھے اس لئے گھر میں بھی صفائی کا التزام نہ تھا۔ مویشیوں کا گوبر اور اسی قسم کی دوسری چیزیں پڑی رہتی تھیں۔ وہ بیمار ہوئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے۔ ہمراہ جانے والے اصحاب قدرتی طور پر تعفن اور بدبو سے سخت تکلیف محسوس کرتے تھے۔ لیکن حضور علیہ السلام نے کبھی اشارتاً بھی اس کا اظہار نہ فرمایا اور اس تکلیف نے آپ علیہ السلام کو انؓ کی عیادت اور خبر گیری سے نہ روکا۔ آپ جب جاتے تو ان سے بہت محبت اور دلجوئی کی باتیں کرتے مرض کے متعلق دیر تک دریافت فرماتے اور تسلی دیتے۔ ادویات بھی دیتے اور توجہ الی اللہ کی بھی ہدایت فرماتے۔ اگرچہ وہ معمولی زمیندار ہونے کی وجہ سے حضور علیہ السلام کی رعایا کا ایک فرد تھے لیکن دیکھنے والے صاف طور پر کہتے ہیں کہ کوئی عزیزوں کی خبر گیری بھی اس طرح نہیں کرتا۔

ایک موقع پر حضرت عرفانی صاحبؓ کو طاعون ہوگئی۔ حضور علیہ السلام نے نہ صرف خاص طور پر دعا کی بلکہ دوا بھی اپنے ہاتھوں سے تیار کر کے بھجواتے رہے۔ اور دو تین وقت خبر منگواتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شفقت کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں "مجھے یہ محبت اور شفقت اپنے گھر میں ڈھونڈنے سے بھی نہ ملی اس لئے میں تو گرویدہ حسن و احسان ہوگیا۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دستور تھا کہ کسی کی بیماری کی خبر ملتی تو اس کے پاس خود تشریف لے جاتے اور بعض وقت کئی کئی گھنٹے اس کے پاس کھڑے رہتے اور آپ کی پیشانی پر کبھی شکن تک نہ آتی۔ اکثر اوقات آس پاس کی غریب خواتین اپنے بچوں کا علاج کروانے آپ کے پاس لے آتیں۔ ایک موقع پر حضرت مولوی عبدالکریمؓ نے عرض کیا یہ تو بہت زحمت کا کام ہے اور اس پر بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے جواباً فرمایا "یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے یہ مسکین لوگ ہیں یہاں کوئی ہسپتال نہیں میں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا کر رکھتا ہوں۔۔۔۔ مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پرواہ نہ ہونا چاہئے" (ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل 28 فروری تا 6 مارچ 2003ء ص 7)

آپ علیہ السلام جس طرح اپنے صحابہ کی قدر کرتے تھے اور ہر نیکی پر انکی حوصلہ افزائی فرماتے تھے اسکی ایک مثال جو آپ نے خود اپنی تصنیف میں بیان کی ہے ازالہ اوہام میں ایک جگہ آپ اپنے ایک صحابی کی قربانی کا یوں ذکر فرماتے ہیں "حبی فی اللہ مولوی حکیم غلام احمد صاحبؓ انجنیئر ریاست جموں۔ مولوی صاحب موصوف نہایت سادہ وضع، یک رنگ صاف باطن دوست ہیں۔ اور عطر محبت اور اخلاص سے انکا دل معطر ہے۔ دینی امدادات میں پورے صدق سے حاضر ہیں۔ مولوی صاحب اکثر علوم وفنون میں کامل لیاقت رکھتے ہیں اور ان کے چہرہ پر استقامت وشجاعت کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اس سلسلہ کے چندہ میں دو روپیہ ماہواری انہوں نے اپنی مرضی سے مقرر کیا ہے۔ جزاھم اللہ خیرا الجزاء۔ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 ص 531 تا 532)

حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کی بے لوث دینی خدمات اور ان گنت خوبیوں کے اعتراف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی وفات پر ایک فارسی نظم لکھی جو کہ البدر میں چھپی تھی جس کا اردو ترجمہ کچھ اس طرح ہے۔ "عبدالکریم کی خوبیاں کیونکر گنی جاسکتی ہیں جس نے شجاعت کے ساتھ صراط مستقیم پر جان دی وہ دین اسلام کا حامی تھا اسکا خدا نے لیڈر نام رکھا تھا۔ وہ خدائی اسرار کا عارف تھا اور دین متین کا خزانہ۔ اس نے سچائی کو اختیار کر لیا تھا اور اپنے اخلاص اور صدق کی وجہ سے رب علیم کی درگاہ میں رحمت کا مورد بن گیا تھا۔ اگرچہ آسمان نیکوں کی جماعت بکثرت دلاتا رہتا ہے مگر ایسا شفاف اور قیمتی موتی ماں بہت کم جنا کرتی ہے۔ اسکی فطرت چونکہ فہم رسا کی آب وتاب رکھتی تھی اس لیئے جو کچھ بھی ہم کہتے تھے وہ اسکی زیرک طبیعت میں داخل ہو جاتا تھا۔ اگرچہ ایسے یک رنگ کی جدائی سے دل کو تکلیف ہے لیکن خداوند کریم کے فعل پر راضی ہیں۔ اے خدا اسکی قبر پر رحمت کی بارش نازل فرما اور نہایت درجہ فضل کے ساتھ اسے جنت میں داخل کردے۔ (اخبار البدر 9 فروری 1906۔ بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 18 تا 24 اپریل ص 6)

آپ علیہ السلام سلطان القلم ہیں آپ کی تصنیفات کی کتابت کرنا صحابہ اپنی سعادت سمجھتے تھے مگر آپ کسقدر ان کی قدر دانی کرتے تھے اور کس قدر محبت سے ان کا ذکر فرماتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں "بطور شکر احسان کے اس بات کا ذکر کرنا واجبات میں سے ہے کہ میرے اہم کام تحریر و تالیفات میں خدا تعالیٰ نے مجھے

ایک عمدہ اور قابل قدر مخلص دیا ہے یعنی عزیزی میاں منظور محمد کاپی نویس جو نہایت خوشخط ہے جو نہ دنیا کیلئے بلکہ محض دین کی محبت سے کام کرتا ہے۔۔۔ اسی جگہ قادیان میں اقامت اختیار کی ہے اور یہ خدا تعالیٰ کی بڑی عنایت ہے کہ میری مرضی کے موافق ایسا مخلص مجھے میسر آیا ہے کہ میں ہر ایک وقت دن کو یا رات کو کاپی نویسی کی خدمت اس سے لیتا ہوں اور وہ پوری جانفشانی سے خدا تعالیٰ کی رضا مندی کیلئے اس خدمت کو انجام دیتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ اس روحانی جنگ کے وقت میں میری طرف سے دشمنوں کو شکست دینے والے رسالوں کے ذریعہ سے تابڑ توڑ دشمنوں پر حملے ہو رہے ہیں اور درحقیقت ایسے موید اسباب میسر کر دینا یہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک نشان ہے جس طرف سے دیکھا جائے تمام نیک اسباب میرے لئے میسر کئے گئے ہیں اور تحریر میں مجھے وہ طاقت دی گئی ہے کہ گویا میں نہیں فرشتے لکھتے جاتے ہیں'' (مجموعہ اشتہارات جلد 3 ص160)

سیرت المہدی جلد سوم میں ایک بہت ہی دلچسپ واقعہ درج ہے ''ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام باغ کی سیر کیلئے تشریف لے گئے آپ علیہ السلام کے ہاتھ میں ایک عصا تھا۔ ایک درخت سے پھل اتارنے کیلئے وہ عصا جب مارا تو وہ وہیں اٹک کر رہ گیا۔ اور اس طرح پھنسا کہ اترنے میں ہی نہ آتا تھا اصحاب نے ہر چند اتارنے کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں درخت پر چڑھ کر اتار دیتا ہوں۔ اور میں جھٹ چڑھا اور عصاء مبارک اتار لایا۔ حضور اسقدر خوش اور متعجب ہوئے اور بار بار محبت بھرے الفاظ میں فرماتے تھے کہ میاں نبی بخش یہ تو آپ نے کمال کیا کہ درخت پر چڑھ کر فوراً سوٹا اتار لیا۔ کیسے درخت پر چڑھے اور کیسے درخت پر چڑھنا سیکھا۔ یہ سوٹا تو ہمارے والد صاحب کے وقت کا تھا جسے آپ نے آج گویا نیا کر دیا ہے۔ حضور راستہ میں بھی بار بار فرماتے تھے کہ میاں نبی بخش نے درخت پر چڑھ کر سوٹا اتارنے میں کمال کیا ہے۔ نیز حضور کی عادت میں داخل تھا کہ خواہ کوئی چھوٹا ہو یا بڑا کسی کو ''تُو'' کے لفظ سے خطاب نہ کرتے تھے۔ حالانکہ میں چھوٹا بچہ تھا مجھے حضور نے کبھی تو سے مخاطب نہ کیا۔

(سیرت المہدی جلد 3 روایت 543)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ بیان کرتے ہیں: آپ علیہ السلام اپنے خدام کو بڑے ادب اور احترام سے پکارا کرتے تھے۔ اور حاضر و غائب سب کا نام بہت ادب سے لیتے تھے۔ میں نے بارہا سنا ہے اپنی زوجہ محترمہ سے آپ گفتگو فرما رہے ہیں اور اسی اثنا میں کسی خادم کا نام زبان پر آ گیا تو بڑے ادب سے لیا جیسے سامنے لیا کرتے ہیں۔ کبھی تو کر کے کسی کو خطاب نہیں فرمایا تحریروں میں جیسا آپ کا عام رویہ ہے حضرت اخویم مولوی صاحب اور حضرت اخویم حِبی فی اللہ مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے۔ میں نے اتنے عرصہ میں کبھی نہیں سنا کہ مجلس میں کسی کو تو کر کے پکارا ہو۔ (سیرت مسیح موعود از حضرت مولوی عبدالکریم صاحب ص42)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان سے ایک دفعہ منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی نے بیان کیا کہ ''ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک میں مع احباب تشریف رکھتے تھے، میں باہر سے آیا اور السلام علیکم عرض کیا۔ حضور سے مصافحہ کرنے کی شدید خواہش ہوئی۔ مسجد چونکہ بھری ہوئی تھی اور راستہ میں معزز احباب بیٹھے تھے میں نے آگے جانا مناسب نہ سمجھا۔ ابھی میں کھڑا ہی تھا اور بیٹھنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ حضور علیہ السلام نے میری طرف دیکھ کر فرمایا میاں عبدالعزیز آؤ مصافحہ تو کر لو۔ چنانچہ دوستوں نے مجھے راستہ دے دیا اور میں نے جا کر مصافحہ کر لیا۔'' آپؓ فرماتے ہیں حضور کو اپنے مخلص اصحاب کی دلداری مد نظر رہتی تھی۔ اور آپ علیہ السلام کا دل ان کی محبت سے معمور رہتا تھا۔ اس موقع پر حضرت صاحب نے محسوس کر لیا ہوگا کہ میاں عبدالعزیز صاحب مصافحہ کی خواہش رکھتے ہیں مگر راستہ بند ہونے کی وجہ سے مجبور ہیں اس لئے آپ علیہ السلام نے آواز دے کر پاس بلا لیا۔ (سیرت المہدی جلد 3 روایت 599)

حضرت منشی اروڑے خان صاحبؓ فرماتے ہیں ''ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے گورداسپور جانا تھا۔ کافی احباب ساتھ ہو لئے جب مڑ ہی کے قریب پہنچے تو حضور علیہ السلام نے واپس جانے والوں کو شرف مصافحہ بخشا اور واپس جانے کا حکم دیا۔ آخر میں مَیں اور یکہ والے رہ گئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اب یکہ میں سوار ہو جاؤ چلو چلیں۔ میں نے عرض کیا حضور مجھے اپنی لڑکی کو ملنے جانا تھا۔ یہاں تو دیر ہوگئی اب وہاں جانا واپس آنا اور پھر حضور کے ساتھ شامل ہونا مشکل ہے۔ آپ نے فرمایا تم یکہ میں سوار ہو کر چلو اور فارغ ہو کر بٹالہ پہنچو۔ میں پیدل آتا ہوں۔ میں نے اصرار کیا بڑا اصرار کیا مگر آپ علیہ السلام نے فرمایا ''الامر فوق الادب'' میں یکہ میں سوار ہو کر چلا گیا۔ چنانچہ لڑکی کو بٹالہ مل کر میں راستہ پر آیا۔ سینکڑوں آدمی منتظر کھڑے تھے۔ بٹالہ کے

رستہ کی طرف جب میں یکہ لیکر باہر آیا کیا دیکھتا ہوں کہ خدا کا محبوب ہاتھ میں چھڑی لیکر تن تنہا پیدل چلے آ رہے ہیں۔ آپ علیہ السلام کی شفقتوں کو ہم کیا کیا بیان کریں زبان بیان سے باہر ہے۔ (سیرت احمد از قدرت اللہ سنوری ؓ ص6)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے کہ ہم سب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان پاک نمونوں پر عمل کرنے والے ہوں اور ہم سب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی دعاؤں کے وارث ہوں۔ آمین

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں ''اصل بات یہ ہے کہ ہمارے دوستوں کا تعلق ہمارے ساتھ اعضاء کی طرح سے ہے اور یہ بات ہمارے روزمرہ کے تجربہ میں آتی ہے کہ ایک چھوٹے سے چھوٹے عضو مثلاً انگلی ہی میں درد ہو تو سارا بدن بے چین و بے قرار ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ٹھیک اسی طرح ہر وقت اور ہر آن میں ہمیشہ اسی خیال اور اسی فکر میں رہتا ہوں کہ میرے دوست ہر قسم کے آرام اور آسائش سے رہیں۔ یہ ہمدردی اور یہ غمخواری کسی تکلف اور بناوٹ کیوجہ سے نہیں بلکہ جس طرح والدہ اپنے بچوں میں سے ہر واحد کے آرام و آسائش کی فکر میں مستغرق رہتی ہے خواہ وہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں۔ اسی طرح میں للہی دلسوزی اپنے دل میں اپنے دوستوں کیلئے پاتا ہوں۔ اور یہ ہمدردی کچھ ایسی اضطراری حالت پر واقع ہوئی ہے کہ جب ہمارے دوستوں میں سے کسی کا خط کسی قسم کی تکلیف یا بیماری کے حالات پر مشتمل پہنچتا ہے تو طبیعت میں ایک بیکلی اور گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے اور ایک غم شامل حال ہو جاتا ہے۔ اور جوں جوں احباب کی کثرت ہوتی جاتی ہے اسی قدر یہ غم بڑھتا جاتا ہے اور کوئی وقت ایسا خالی نہیں رہتا جب کہ کسی قسم کا فکر اور غم شامل حال نہ ہو۔ کیونکہ اسقدر کثیر التعداد احباب میں سے کوئی نہ کوئی کسی نہ کسی غم اور تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور اسکی اطلاع پر ادھر دل میں قلق اور پریشانی پیدا ہو جاتی ہے۔ میں نہیں بتلا سکتا کہ کس قدر اوقات غموں میں گذرتے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ہستی ایسی نہیں جو ایسے ہموم اور افکار سے نجات دیوے۔ اس لئے میں ہمیشہ دعاؤں میں لگا رہتا ہوں اور سب سے مقدم دعا یہی ہوتی ہے کہ میرے دوستوں کو ہموم اور غموم سے محفوظ رکھے کیونکہ مجھے تو انہیں کے افکار اور رنج غم میں ڈالتے ہیں اور پھر یہ دعا مجموعی ہیئت سے کی جاتی ہے کہ اگر کسی کو کوئی رنج اور تکلیف پہنچی ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کو نجات دے۔ ساری سرگرمی اور پورا جوش یہی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کروں۔''

(تقریر جلسہ سالانہ 30 دسمبر 1897 ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل 26 جولائی تا 18 اگست 2002ء)

دعائیہ اعلانات:

= محترمہ صدیقہ وسیم اپنی فیملی کی صحت و عافیت والی فعال زندگی کے لئے درخواس دعا کری ہیں۔

= محترمہ صدیقہ ناصرہ اپنے بیٹے تحمید احمد جو جامعہ احمدیہ لندن میں تیسرے سال کے امتحان دے رہا ہے اس کی اعلیٰ کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

= محترمہ مبارکہ رفیق اپنے نواسے آحیل کی اس موذی مرض سے کامل شفایابی اور صحت والی لمبی زندگی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

= محترمہ فہمیدہ مسعود صاحبہ اپنے بیٹے ہادی جو جامعہ احمدیہ لندن میں پڑھ رہا ہے۔ اس کی اعلیٰ کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

= محترمہ شمع راحیلہ اپنی صحت اور اپنے بیٹے شیراز احمد جو جامعہ احمدیہ لندن میں پڑھ رہا ہے۔ اس کی اعلیٰ کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

= محترمہ سعیدہ نعیم صاحبہ اپنی صحت اور اپنی بیٹی رداسحر کے ڈاکٹری کے امتحان میں اعلیٰ کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

= محترمہ امتہ الروف صاحبہ اپنے بیٹے عزیزم طارق احمد کی شفایابی پر ساری جماعت کا اسے اپنی دعاؤں میں یاد رکھنے پر تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہیں اور آئندہ بھی اسے دعاؤں میں یاد رکھنے کے درخواست دعا کرتی ہیں۔

= محترمہ لبنیٰ کریم اپنے بہنوئی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

= محترمہ ریحانہ متین اپنے بچوں کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

بابرگ وبارہوویں اک سے ہزار ہوویں

طیبہ رضوان مجلس کلوفتہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذریت بڑھانے کی خوش خبری عطا فرمائی۔ جیسا کہ پیشگوئی کے الفاظ ہیں:

''پھر خدائے کریم جلشانہ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی۔ اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا۔ اور برکت دوں گا۔ مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے۔ اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی۔ اور ہر شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جائے گی۔ اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی۔ اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا کامل یقین تھا۔ چنانچہ آپ نے 7 جون 1897ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب کی آمین کی تقریب کیلئے ایک دعائیہ نظم لکھی۔ جس کا ایک مصرعہ یہ بھی تھا:

بابرگ وبارہوویں، اک سے ہزار ہوویں

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی (از درثمین)

آپ کی یہ دعائیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے قبول ہوئیں اور قیامت تک ہوتی رہیں گی۔ قارئین کی معلومات کیلئے یہاں ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت اماں جان نصرت جہاں بیگم صاحبہ کی اولاد، اور ان سے اگلی نسل کی تفصیل بیان کریں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضرت اماں جان سے دس بچے پیدا ہوئے۔ پانچ چھوٹی عمر میں وفات پا گئے۔

1. صاحبزادی عصمت صاحبہ (ولادت مئی 1886، وفات جولائی 1891)
2. صاحبزادہ بشیر اول (ولادت اگست 1887، وفات 4 نومبر 1888)
3. حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (ولادت 12 جنوری 1889، وفات 8 نومبر 1965)
4. صاحبزادی شوکت صاحبہ (ولادت 1891، وفات 1892)
5. حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب (ولادت 20 اپریل 1893، وفات 2 ستمبر 1963)
6. **حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب** (ولادت 24 مئی 1895، وفات 26 دسمبر 1961)
   یہ ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے دادا تھے۔
7. حضرت صاحبزادی سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ (ولادت 2 مارچ 1897، وفات 21/22 مئی 1977)
8. صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب (ولادت 14 جون 1899، وفات 16 ستمبر 1907)
9. صاحبزادی امۃ النصیر صاحبہ (ولادت 28 جنوری 1903، وفات 3 دسمبر 1903)
10. حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ (ولادت 25 جون 1904، وفات 6 جون 1987)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تین بیٹوں اور دو بیٹیوں نے لمبی عمر پائی۔ اور انہیں سے حضور اور حضرت اماں جان کی نسل آگے چلی۔ یاد رہے کہ حضور کی پہلی شادی 1850ء کے قریب حضور کے اپنے خاندان میں ہوئی۔ اور پھر 35 سال بعد 1884 میں آپ کی دوسری شادی حضرت

اماں جان سے ہوئی۔ پہلی بیوی سے بھی آپ کے دو بیٹے ہوئے۔ مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت اماں جان کی نسل کو وعدوں کے مطابق غیر معمولی طور پر تعداد میں بڑھایا۔ اب ہم یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت اماں جان کے بچوں کی اولاد کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ المصلح موعود نے سات شادیاں کیں۔

نکاح اول: حضرت مصلح موعودؓ کا پہلا نکاح حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ ام ناصر بنت حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب کے ساتھ اکتوبر 1902ء میں ہوا۔ اور شادی 1903 میں ہوئی۔

اولاد از بطن حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ:

1۔ صاحبزادہ مرزا نصیر احمد (یہ چھوٹی عمر میں وفات پا گئے) 2۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ

3۔ صاحبزادی ناصرہ بیگم (والدہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز) 4 ۔ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد

5۔ صاحبزادہ مرزا منور احمد 6۔ صاحبزادی امتہ العزیز بیگم (یہ چھوٹی عمر میں وفات پا گئیں) 7۔ صاحبزادی امتہ العزیز بیگم ثانی

8۔ صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد (چھوٹی عمر میں وفات پا گئے) 9۔ صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد 10۔ صاحبزادہ مرزا انور احمد

11 صاحبزادہ مرزا اظہر احمد 12۔ صاحبزادہ مرزا رفیق احمد

حضرت مصلح موعودؓ کی دوسری بیوی حضرت سیدہ امتہ الحیٔ بیگم بنت حضرت مولانا حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح الاول سے اولاد:

1۔ صاحبزادی امتہ القیوم بیگم 2۔ صاحبزادی امتہ الرشید بیگم 3۔ صاحبزادہ مرزا خلیل احمد

تیسری بیوی حضرت سیدہ مریم بیگم (ام طاہر) بنت حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ سے اولاد:

1۔ صاحبزادی امتہ الحکیم (والدہ صاحبزادی امتہ الصبوح صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

2۔ صاحبزادی امتہ الباسط 3۔ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع 4 ۔ صاحبزادی امتہ الجمیل

چوتھی بیوی حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ بنت پروفیسر حضرت عبدالماجد صاحب سے اولاد:

1۔ صاحبزادہ مرزا رفیع احمد 2۔ صاحبزادی امتہ النصیر 3۔ صاحبزادہ مرزا حنیف احمد

پانچویں بیوی حضرت سیدہ عزیزہ بیگم صاحبہ (ام وسیم) بنت حضرت سیٹھ ابوبکر یوسف صاحب سے اولاد:

1۔ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد 2۔ صاحبزادہ مرزا نعیم احمد

چھٹی بیگم حضرت سیدہ مریم صدیقہ (ام متین چھوٹی آپا) بنت حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب سے اولاد:

1۔صاحبزادی امتہ المتین

ساتویں بیوی حضرت سیدہ بشریٰ بیگم (مہر آپا) بنت حضرت سید عزیز اللہ شاہ صاحب

ان کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی شادی حضرت سیدہ سرور سلطان صاحبہ بنت مولوی غلام حسن درانی صاحب سے ہوئی۔

ان کی اولاد کی تفصیل یوں ہے۔

1۔ صاحبزادی امتہ السلام صاحبہ 2۔ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد 3۔ صاحبزادہ مرزا حمید احمد

4 صاحبزادی امتہ الحمید 5۔ صاحبزادہ مرزا منیر احمد 6۔ صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد

7۔ صاحبزادہ مرزا مجید احمد 8۔ صاحبزادی امتہ المجید 9۔ صاحبزادی امتہ الطیف

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی شادی حضرت بوزینب صاحبہ بنت حضرت نواب محمد علی خان صاحب سے ہوئی۔ ان کی اولاد کی تفصیل یوں ہے۔

1۔ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب (والد محترم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

2۔ صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب 3۔ صاحبزادہ کرنل داؤد احمد صاحب 4۔ صاحبزادی امتہ الودود (متوفی)

5۔ صاحبزادی امتہ الباری 6۔ صاحبزادی امتہ الوحید

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی شادی حضرت نواب محمد علی خان صاحب ابن نواب غلام محمد خان صاحب سے ہوئی۔ اولاد کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

1۔ نواب محمد احمد خان 2۔ صاحبزادی سیدہ منصورہ بیگم (حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث)۔ 3۔ نواب مسعود احمد خان

4 صاحبزادی محمودہ بیگم 5۔ صاحبزادی آصفہ مسعودہ۔

حضرت سیدہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ کی شادی حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب ابن حضرت نواب محمد علی خان صاحب سے ہوئی۔ آپ کی اولاد کی تفصیل۔

1۔ صاحبزادی آمنہ طیبہ 2۔ نوابزادہ عباس احمد خان 3۔ صاحبزادی طاہرہ صدیقہ 4۔ صاحبزادی ذکیہ بیگم 5۔ صاحبزادی قدسیہ بیگم

یہ تو تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد در اولاد کی تفصیل۔ اور یوں ہم سب اس پیشگوئی کے گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اماں جان کی نسل کو تعداد کے لحاظ سے غیر معمولی طور پر بڑھایا۔ پیشگوئی کا ایک حصہ یہ بھی تھا , کہ تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی ۔

اس کے بارے میں صاحبزادی فوزیہ شمیم صاحبہ نواسی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گواہی یوں ہے:

''کچھ سالوں سے میں ہر سال امریکہ اور کینیڈا جاتی ہوں۔ امریکہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر ایک عجیب نظارہ ہوتا ہے۔ امریکہ جو کہ ایک براعظم ہے۔ اس کے کونے کونے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل جلسہ میں شرکت کیلئے آئی ہوتی ہے۔ اور ہر سال کا یہ معمول ہو گیا ہے کہ صاحبزادہ مرزا محمود احمد ابن صاحبزادہ مرزا مجید احمد کے گھر سارا خاندان جمع ہو جاتا ہے۔ اور ایک فیملی **get together** بھی ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات ان کے گھر میں کم وبیش **100** افراد خاندان بچوں سمیت جمع ہوتے ہیں اور اس پیشگوئی کو ہم بڑی شان سے اپنی آنکھوں کے سامنے پورا ہوتے دیکھتے ہیں۔ امسال یعنی **2003**ء کے جلسہ پر تو ہمارے کچھ عزیز نہ صرف امریکہ سے بلکہ پاکستان، ہندوستان، مصر، فلپائن، افریقہ، انگلستان اور کینیڈا وغیرہ سے بھی موجود تھے بلکہ صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب ابن صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب نے **MTA** انڈونیشیا کے ایک پروگرام میں ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ **2001**ء کے جلسہ سالانہ امریکہ کے موقع پر ہمارے ایک بڑے گھر میں ہمارے خاندان کے اڑھائی سو افراد و خواتین اور بچے وغیرہ موجود تھے اور بچے جو مختلف زبانیں بولتے تھے ان کو ایک دوسرے سے بات کرنے میں دقت ہو رہی تھی۔''

ابھی تو یہ امریکہ اور آس پاس کی بات ہے تمام دنیا کے اطراف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جسمانی اور روحانی اولاد کثرت سے پھیل چکی ہے۔ **اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ** (حوالہ ماخوذ از کتاب سیرت وسوانح حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 781، 782)

لجنات حضور انور کے ارشاد کے مطابق روزانہ دو نفل کا التزام کریں۔ جماعت ناروے نے نفلی روزہ کے لئے ہر سوموار کا دن مقرر کیا ہوا ہے۔ جزاکم اللہ

پکوان:

حلوہ کدو کا کیک

حلوہ کدو(باریک کش ہوا)	400 g	گاجر	400 g
نرم پگھلا ہوا مکھن	200 g	چینی	دو کپ
میدہ	اڑھائی کپ	انڈے	6 عدد
بیکنگ پاؤڈر	4 چمچ	دارچینی پاؤڈر	4 چمچ

کیک پر لگانے کے لیے کریم

مکھن	25 g	kesam	250g
melis	1 dl	ونیلا شوگر	2 چمچ

ترکیب :

اوون کو 175c پر گرم کر لیں۔ مکھن اور چینی کو مکس کر کے آمیزے بنا لیں۔ انڈے پھینٹ کر اس آمیزے میں ڈالیں اور مکس کریں۔ حلوہ کدو اور گاجر باریک کش کر لیں اور آمیزے میں ڈال کر مکس کریں ۔میدے میں بیکنگ پاوڈر اور دارچینی مکس کریں پھر آمیزے میں شامل کر دیں اور اچھی طرح مکس کریں۔ ٹرے میں بٹر پیپر بچھا کر آمیزہ اس پر ڈال دیں اور اوون میں 40min کے لیے رکھ کر بیک کریں۔ ٹھنڈا ہونے پر glasur لگائیں۔ glasur کے لیے kesam‘ melis ونیلا شوگر اور مکھن کو مکس کر کے کیک پر لگا دیں اور ٹھنڈا ہونے کے لیے فریج میں رکھ دیں تا کہ کریم جم جائے۔ کریم جم جائے تو کاٹ کر پیش کریں۔ (ارم انور۔ مجلس ہولملیا)

گاجر کا زردہ

چاول	آدھا کلو	چینی	آدھا کلو
دودھ	آدھی پیالی	مکھن	آدھی پیالی
چھوٹی الائچی	دو عدد	گاجر کش کی ہوئی	تین عدد بہت باریک نہ ہوں
کشمش، پستہ، زردہ رنگ	حسبِ پسند	کش ناریل	دو کھانے کے چمچ

ترکیب :

چاول زردہ رنگ ڈال کر ابال لیں۔ زیادہ نرم نہ ہوں۔ گاجر کو گرم فرائی پین میں ڈال کر درمیانی آنچ پر پانی خشک کر لیں۔ ایک چمچ مکھن ڈال کر دو منٹ بھون لیں۔ ایک دیگچی میں دو کھانے کے چمچ مکھن اور الائچی ڈال کر گرم کریں خوشبو آنے پر چولھا بند کر دیں۔ چاول اور چینی کی دو تہیں لگائیں دونوں تہوں میں دو دو چمچ مکھن، دودھ، ناریل، کشمش اور پستہ ڈال دیں چینی کا پانی درمیانی آنچ پر خشک کریں اور ہلکی آنچ پر آٹھ سے دس منٹ کے لیے دم دے دیں دم کھول کر مکس کریں اور پیش کریں۔ (رعنا گلِ انور مجلس ہولملیا)

آملہ(Gooseberry) کے فوائد

ایورودیک طریقہ علاج جو ہزاروں سال پرانا ہے کے مطابق آملہ ایک حد درجہ مفید پھل ہے اور اپنے اندران گنت طبی خصوصیات رکھتا ہے اور دور جدید کے ماہرین نے بھی اسے خوبیوں سے مالا مال پھل قرار دیا ہے۔

مدافعانہ نظام کو مضبوط بناتا ہے۔آملہ کے اندر وٹامن سی اور (polyphenol) بھرپور مقدار میں پائے جاتے ہیں اور یہ مانع عمل تکسید (Antioxidants) خصوصیات رکھتے ہیں۔

ایسے ہی بعض دیگر اجزا کے باعث یہ ہمارے مدافعانہ نظام کو مضبوط بنا کر بیماریوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔

قلب کی شریانوں کی سختی اوران میں سدہ بننے کے عمل کو روکتا ہے۔کولیسٹرول کو کنٹرول میں رکھتا ہے۔قلب کو قوت دیتا اوراس کی کارکردگی کو بہتر بناتا ہے۔مربّہ،تازہ جوس،سالن یاسفوف کی شکل میں استعمال کرسکتے ہیں۔

ذیابیطس اوراس کی پیچیدگیوں کو کنٹرول کرتا ہے۔اس کے اندر کثیر مقدار میں ریشہ دار مواد پایا جاتا ہے۔جو قبض کو دور کرتا ہے۔اس کے اندر وٹامن اے بھرپور مقدار میں ہوتا ہے جو عمر رسیدگی سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔

تحقیقات جدیدہ کے مطابق کینسر سے تحفظ مہیا کرتا ہے اور کینسر کے جو مریض کیموتھیراپی یا ریڈی ایشن پر ہوں اس دوران بھی معاون کے طور پر کام کرتا ہے اوران کے نقصان سے بچاتا ہے۔

یہ دافع ورم وسوزش ہے لہٰذا معدہ کے ورم سوزش،تیزابیت،جلن،ہاضمہ کی خرابی میں از حد نافع ہے ایک چمچ تازہ آملے کا رس پانی میں ملا کر نہار منہ پینا اپنے اندر حیرت انگیز فوائد رکھتا ہے۔

دور جدید کی تحقیقات نے ثابت کیا ہے کہ آملہ اپنی خصوصیت مانع عمل تکسید (Antioxidants) کے پیش نظر جگر کو شراب نوشی و دیگر کیمیائی اثرات سے پہنچنے والے نقصانات سے بچاتا ہے۔

ضعف قلب،ضعف دماغ،ضعف معدہ،نسیان،ضعف بصارت،بالوں کا گرنا،بالوں کی سفیدی میں مؤثر ہے۔

چنانچہ اکثر امراض جگر مثلاً ورم جگر،ضعف جگر،یرقان،کمی خون پرانے میں مفرد یا مرکب صورت میں جیدالاثر ہے۔مگر عرصہ تک استعمال کرانا ضروری ہے۔سفوف نصف تا ایک چمچ تازہ جوس یا مربہ واچار یا سالن بھی مستعمل ہے۔ (روزنامہ الفضل۔صفحہ:4۔16 جنوری 2016ء)

کاجو.... خوش ذائقہ میوہ

کاجو جنوبی ہندوستان کے جنگلوں میں کاشت کیا جاتا ہے۔اس کے درخت کی بلندی دس سے بارہ میٹر ہوتی ہے۔اس درخت سے زردی مائل گوند نکلتی ہے۔اس کی شاخوں سے چار انگشت ٹوپی جیسی کلی نکلتی ہے پھر اس میں پھل لگتا ہے جس کی پینیدی چوڑی ہوتی ہے۔سر پتلا اور بے نوک ہوتا ہے۔اس پھل کا چھلکا بہت نرم ہوتا ہے جو اوپر سے سرخ یا زردی مائل ہوتا ہے۔اس کا مغز میٹھا ہوتا ہے اس پھل کے نیچے دو رگیں دو خطوں کی طرح نکلتی ہیں ان دونوں کے درمیان دو بیج بندھے رہتے ہیں۔جن کی شکل گودے جیسی ہوتی ہے۔جس کا مزہ لذت سے بھرپور ہوتا ہے۔کھانے میں بادام سے مشابہت رکھتا ہے۔یہی کاجو ہے۔

کاجو کی برفی برصغیر کی ایک پسندیدہ مٹھائی ہے جو بہت لذیذ ہوتی ہے۔سو گرام کاجو میں 100 حرارے اور 51% گرام چکنائی ہوتی ہے۔ہائی بلڈ پریشر کے مریض کو نمکین کاجو سے پرہیز کرنا چاہئے۔یہ صحت بخش خشک میوہ ہے کیونکہ اس میں کولیسٹرول نہیں ہوتا۔یہ ذیابیطس دور کرنے میں بھی مددگار ہوتا ہے۔کاجو کے بیج میں ایسے قدرتی اجزاء پائے جاتے ہیں جو خون میں موجود انسولین کو عضلات کے خلیوں میں جذب کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔اس کے علاوہ اس میں کیلشیم،میگنیشیم اور تانبا کافی مقدار میں موجود ہے۔ (روزنامہ الفضل۔صفحہ:8۔18 جنوری 2016ء) (ماہنامہ ڈالڈا دسمبر 2015ء)

قوس قزاح کے رنگ آپ کے سنگ

عزیز ممبرات لجنہ اماء اللہ! آپ کے قلموں کو تیز کرنے کے لئے " قوس قزاح " کے نام سے ایک نیا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ کو کامیاب بنانے کے لئے آپ کے قلمی تعاون کی ضرورت ہے۔ آپ اس کے لئے کوئی اقتباس، معلومات، کام کی باتیں، آزمودہ ٹوٹکے، اقوال زریں، قبولیت دعا کے واقعات، نسخہ جات اور اپنے پسندیدہ اشعار بھجوا سکتی ہیں۔

اقوال زریں

تعلق باللہ کی اہمیت

دنیا میں لاکھوں بکریاں بھیڑیں ذبح ہوتی ہیں۔ لیکن ان کے سرہانے بیٹھ کر کوئی نہیں روتا اس کا کیا باعث ہے؟ یہی کہ ان کا خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اسی طرح ایسے انسان کی ہلاکت کی بھی آسمان پر کوئی پرواہ نہیں ہوتی جو اس سے تعلق نہیں رکھتا۔ انسان اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق رکھتا ہے تو اشرف المخلوقات ہے ورنہ کیڑوں سے بھی بدتر ہے۔ (ملفوضات جلد 4 صفحہ 460)

تربیت اولاد

فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اولاد کے لیے مال چھوڑ نا چاہیئے۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ مال چھوڑنے کا تو ان کو خیال آتا ہے مگر یہ خیال ان کو نہیں آتا کہ اس کا فکر کریں کہ اولاد صالح ہو طالح نہ ہو۔ مگر یہ وہم بھی نہیں آتا اور نہ اس کی پرواہ کی جاتی ہے۔ بعض اوقات ایسے لوگ اولاد کے لیے مال جمع کرتے ہیں اور اولاد کی صلاحیت کی فکر اور پرواہ نہیں کرتے۔ (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 108)

سب سے عمدہ دعا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ حقیقت بھی ہم پر آشکار فرمائی کہ اصل دعا تو رضائے الٰہی کے حصول کی دعا ہے اور زندگی کا اصل مقصود بھی یہی ہے اسی لیے اس مقصد کے حصول کے لیے دعا کرنی چاہیئے زندگی کے باقی معاملات خدا خود ہی حل کر دیتا ہے۔ فرمایا: "سب سے عمدہ دعا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا مندی اور گناہوں سے نجات حاصل ہو کیونکہ گناہوں ہی سے دل سخت ہو جاتا ہے اور انسان دنیا کا کیڑا بن جاتا ہے ہماری دعا یہ ہونی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ ہم سے گناہوں کو جو دل کو سخت کر دیتے ہیں دور کر دے اور اپنی رضا مندی کی راہ دکھلائے" (ڈائری حضرت مسیح موعود 20 مئی 1904)

(عظمت تنویر)

دارچینی کی کرامات

دارچینی کو اپنی خوراک میں باقاعدہ استعمال کریں۔ دارچینی کو پیس کر رکھ لیں جیسے کولسٹرول، بلیڈ پریشر، ہائی شوگر ہو اسے روزانہ آدھا چائے کا چمچ دن میں ایک سے دوبار پابندی سے کھلائیں۔ چند ہی روز میں مریض کا کولسٹرول، شوگر، بلیڈ پریشر نارمل سطح پر آجائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دارچینی شریانوں میں جمی چکنائی صاف کرتی ہے جس سے کولسٹرول نارمل ہو جاتا ہے خون میں صفائی سے مثبت اثر پڑتا ہے اور شوگر نارمل ہوگی۔ دارچینی عصابی تناؤ کو دور کرتی ہے تو پھر بی پی کا نارمل ہونا لازمی ہے۔ گھٹیا کے مرض میں افاقہ کرتی ہے۔ جسم میں چربی کم کونے میں مدد کرتی ہے۔

جو لوگ دارچینی کا سفوف استعمال نہیں کر سکتے وہ ایک گلاس پانی میں ایک ٹکرا دارچینی ڈال کر چند ابالے دیں۔ اس کو ٹھنڈا کر کے نہار منہ پییں۔ بڑا کارآمد ہے۔ اس کی چائے بنا کر بھی پی جا سکتی ہے۔

آنکھوں کی سوجن اور حلقے دور کرنے کا طریقہ

آلو کھانے میں مفید ہی نہیں بلکہ آنکھوں کے علاج کے لئے بھی بہتر مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ آلو میں سوزش کے مخالف خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ جو سوجی ہوئی آنکھوں کے علاج کے لئے مفید ہوتی ہیں۔ اس لئے آلو کو چھیل کر اس کا گودا گرائینڈ کر کے آنکھوں پر 15 منٹ تک لگایا جائے تو اس سے آنکھوں کو سکون ملے گا اور ان کی سوجن میں بھی کمی واقع ہو گی۔

کھیرا: کھیرے کی تاثیر ٹھنڈی ہوتی ہے جو سوجی ہوئی آنکھوں کے لئے بے حد مفید ہے۔ اس لئے کھیرے کے ٹکڑے کر کے آنکھوں پر 5 سے 10 منٹ تک رکھا جائے تو آنکھیں بہتر ہو جائیں گی۔

سبز چائے: سبز چائے سوجی ہوئی آنکھوں کے لئے سکون بخش ہے جو آنکھوں کی سوزش کو ختم کرتی ہے۔

(روزنامہ الفضل۔2 نومبر 2015ء)(روزنامہ انصاف۔13 مارچ 2015ء)

خبردار! خبردار! خبردار!

امریکن ڈاکٹر ایسوسی ایشن نے کینسر کی وجوہات بتائی ہیں۔

1۔کبھی بھی چائے پلاسٹک کے برتن میں نہ پیئیں

2۔کوئی بھی گرم چیز پلاسٹک کے شاپر میں نہ کھائیں

3۔کوئی بھی کھانے کی چیز پلاسٹک کے برتن میں ڈال کر مائیکرو ویو اون میں گرم نہ کریں

یاد رکھیں! جب پلاسٹک ہیٹ سے ملتی ہے تو ایسے کیمیکل پیدا کرتی ہے جس سے کینسر کی 52 اقسام پیدا ہوتی ہیں۔

السی کیوبز (سردیوں کے لئے خاص فائدہ مند)

1۔السی : 500 گرام فرائی پین میں بھون کر ٹھنڈی کر کے پیس لیں۔

2۔گندم کا آٹا: آدھا کلو آٹے کو گھی میں بھون لیں۔

(نصف کلو آٹے کی جگہ ایک پاؤ سوجی اور ایک پاؤ آٹا بھی لے سکتی ہیں)

3۔گھی : تین پاؤ

4۔گڑ، شکر یا چینی: تین پاؤ یا حسبِ ذائقہ

اسکا شیرا بنالیں۔ ان سب کو مکس کر لیں۔ پنیاں یا کیوبز بنالیں۔

5۔پسے ہوئے بادام۔ اخروٹ۔ میوہ جو بھی ڈالنا چاہیں۔ مزیدار السی کیوبز تیار ہے۔ (طیبہ رضوان)

پسندیدہ اشعار

مغفرت بے حساب ہو جائے مرحمت لا جواب ہو جائے
دل کے مالک پکار سن دل کی ہر دعا مستجاب ہو جائے

= = = = =

جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ دلچسپ مجالس سوال و جواب

مختلف سوالوں کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی واقفین نو بچوں کو ہدایات

(مبشرہ مبارکہ حامد)

= ایک واقف نو بچے نے عرض کیا کہ میرا سوال ہے ہم لوگ جن کی وفات ہو جائے اُن کو زمین میں ہی کیوں دفناتے ہیں؟

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: زمین میں دفناتے ہیں تو مرنے والوں کا کوئی نہ کوئی عزت و احترام ہونا چاہئے۔ اسلام میں ایک تصور ہے کہ عزت و احترام سے اس کو زمین میں دفن کر دو اور وہاں ایک نشان لگا دو جس سے علم ہو کہ یہاں کون دفن ہے۔ پھر اس قبر پر جا کے دعائیں پڑھتے رہو۔ اب کچھ عرصہ کے بعد زمین میں تو وہ چیز نہیں رہ سکتی۔ جس کو بھی دفنایا جاتا ہے وہ مٹی ہی بن جائے گا۔ یہ قانون قدرت ہے کہ ایک وقت میں آ کے سب کچھ مٹی میں مل جاتا ہے۔ ہوسکتا ہے جہاں قبرستان میں ہم دفناتے ہیں اس میں ہزاروں قبریں پہلے ہی بن چکی ہوں۔ جہاں تم گھر بناتے ہوان جگہوں پر قبرستان ہوں۔ تو بہر حال یہ ایک عزت و احترام کے لئے اور ایک یاد کے لئے اور قبر پر جا کر دعا کرنے کے لئے اسلام میں یہ طریق کار ہے۔ اب ہر قوم اپنے مُردوں سے عزت و احترام سے پیش آنا چاہتی ہے۔ عیسائی ہیں وہ دفناتے ہیں لیکن بعض ایسے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ عزت و احترام اسی میں ہے کہ انہیں جلا دیں تا کہ اس کی راکھ کو بند کر کے ایک جگہ رکھ لیں تو ان کے نزدیک وہ زیادہ احترام ہے۔ اسی طرح اب پارسی لوگ ہیں ان کی عزت یہ ہے کہ انہوں نے بڑے بڑے اونچے مینارے بنائے ہوتے ہیں اور وہاں ایک گرِل (grill) سی لگی ہوتی ہے اس کے اوپر لگا کے اپنے مُردے رکھ دیتے ہیں۔ وہاں کوّے، چیلیں آ کے ان کو کھاتے رہتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہی احترام ہے کہ اس سے اللہ کی مخلوق اس کے مرنے کے بعد بھی فائدہ اٹھا رہی ہے۔ تو ایک احترام کا تصور ہے اپنے اپنے اندازے کے مطابق ہر ایک مذہب نے رکھا ہوا ہے۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ بہترین یہی چیز ہے کہ اس کو زمین میں دفناؤ اور قرآن کریم نے بھی یہی تعلیم دی۔

قرآن کریم میں آتا ہے کہ ایک شخص نے جب اپنے دوسرے بھائی کو قتل کیا تو اس کو پھر خدا تعالیٰ نے سبق دینے لے لئے ایک کوّے کو بھیجا اور بتایا کہ کس طرح مُردوں کو دفن کرتے ہیں۔ اس نے زمین کریدی۔ اس نے کہا میں بڑا بدقسمت ہوں کہ اپنے مُردے کی عزت اور احترام نہیں کیا۔ ایک اپنے بھائی کو مار دیا اور پھر اوپر سے اس کا احترام نہیں کر رہا۔ اس کا احترام یہ ہے کہ اسے عزت سے زمین میں دفنا دیا جائے اور تم دفناتے ہو تو وہاں یادگار بھی رہتی ہے۔ پھر جا کر اس پر دعائیں بھی کرتے ہو۔

= ایک واقف نو نے سوال کیا کہ اگر حضور انور کو پاکستان میں رہنے کی اجازت ہو تو حضور کہاں رہنا زیادہ پسند کریں گے۔ انگلینڈ میں یا پاکستان میں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پاکستان میں رہنے کی اجازت دلوا دو پاکستان چلا جاؤں گا۔ پاکستان میں رہنے کی اجازت تو مجھے ہے لیکن میں پاکستان میں رہ کے نہ نمازیں پڑھا سکتا ہوں، نہ میں خطبہ دے سکتا ہوں، نہ وہ کام کر سکتا ہوں جو میرے فرائض میں داخل ہیں۔ اس لئے جب بھی انشاء اللہ تعالیٰ حالات بہتر ہوں گے اور جس خلافت کے دور میں بھی ہوں گے، اللہ بہتر جانتا ہے تو میرے خیال میں کچھ عرصہ تو خلیفۃ المسیح پاکستان جایا کرے گا یا مجھے موقعہ ملے گا تو جاؤں گا۔ لیکن دنیا کے نظام میں اور جس طرح احمدیت میں وسعت پیدا ہو چکی ہے اور یہ ملک جو زیادہ developed ہیں، سوائے اس کے کہ پاکستان اتنا develop ہو جائے جتنا یورپ ہے تو پھر کچھ عرصہ وہاں

رہیں گے اور باقی یہاں سے دیکھ کے دنیا کو کنٹرول کرنا بہتر ہے۔ صحیح طرح سب کے ساتھ رابطے رکھنا زیادہ مناسب ہوگا۔ تو میرا خیال ہے کہ کیونکہ اب انگلینڈ میں ایک base بن چکی ہے اور زیادہ کام یہاں سے ہی ہوگا۔ لیکن قادیان اور پاکستان آنا جانا رہے گا۔ اس لئے ہوسکتا ہے کہ ہمیں UK میں بھی اپنے مرکز کو وسیع کرنا پڑے۔

= ایک واقف نے سوال کیا کہ حضور اتنا زیادہ جماعت کے لئے کام کرتے ہیں۔ آپ کے پاس free time ہوتا ہے؟

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** ہاں اگر سوتا ہوں تو free time ہوتا ہے تو سوتا ہوں۔ کام تو ہوتے ہیں لیکن اسی کام میں سے کبھی کبھی وقت نکالنا پڑتا ہے کبھی سال میں ایک دو دفعہ ایک آدھ دن کے لئے outing بھی کرنی پڑتی ہے۔ مجھے shooting کا شوق ہے تو میں کبھی کبھی دو تین گھنٹے کے لئے shooting پر چلا جاتا ہوں۔

= ایک واقف نے سوال کیا کہ جب انسان وفات پاتے ہیں تو وہ یا جہنم میں جاتے ہیں یا جنت میں، تو جب جانور وفات پاتے ہیں تو ان کے ساتھ کیا ہوتا ہے؟

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** ان کو تو اللہ تعالیٰ نے کوئی عمل کرنے کی صلاحیت نہیں دی ہوئی۔ جنت اور جہنم کس لئے ہے۔ کسی کو سزا ملتی ہے، اچھی اور بری بات سے سزا اور جزا ہوتی ہے۔ کسی کو کوئی reward ملتا ہے انعام ملتا ہے تو اچھی بات کرنے سے ملتا ہے اور اگر تم غلط کام کرو تو تمہیں سزا ملتی ہے؟ چاہے تھوڑی سی ملے۔ سکولوں میں بھی ملتی ہے۔ تو کیا جانوروں کو اتنی عقل ہے؟ بلی کتے کو اتنی عقل ہے کہ وہ اچھے کام کرے اور برے کام نہ کرے؟ اللہ تعالیٰ نے اُس کی جو فطرت بنادی ہے۔ اس نے تو وہی کام کرنا ہے۔ اس لئے اس کے لئے جزا سزا کوئی نہیں۔

= ایک واقف نے عرض کیا کہ جب انسان مرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے گھر جاتا ہے تو جسم ویسا ہی رہتا ہے جیسا اب ہے؟

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** جسم تو تمہارا زمین میں دفن ہوجاتا ہے۔ روح اوپر چلی جاتی ہے۔ جب روح اوپر چلی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک نیا جسم دیتا ہے اور جب تک اللہ چاہے اس جسم میں رہنا ہے۔ یا جہنم میں رہنا ہے۔ سزا کاٹنی ہے یا جنت میں جانا ہے۔ اس کے فیض پانے ہیں۔ یہ جو دنیا کا جسم ہے یہیں رہ جائے گا۔ اگلے جہاں میں نیا جسم ملے گا اور روح یہی ہوگی۔

= ایک واقف نو نے سوال کیا میرا سوال یہ ہے کہ جب ہم وفات پائیں گے اور ہماری روح اوپر چلی جائے گی تو ہم اللہ میاں کو دیکھ سکیں گے؟

تو اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** فوت ہونے پہ آجکل جرمنی والوں کا بڑا زور ہے۔ ہم زندہ ہیں۔ ابھی زندوں کی دنیا میں رہ رہے ہیں کوئی زندگی کا بھی خیال رکھو۔ ہاں اگر اگلے جہان کی فکر پڑگئی ہے تو وہ بجائے اطفال الاحمدیہ کے انصار اللہ کو زیادہ ہونی چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے جب سوال جواب ہوں گے تو ظاہر ہے کس صورت میں دیکھتے ہو کیا شکل ہے، اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو کس طرح دکھائے گا۔ اللہ تعالیٰ کہتا کہ میں سوال جواب کروں گا۔ وہ پوچھے گا۔ وہ کہے گا اگر تم نے اچھے کام کئے ہوئے تو چلو جنت میں جاؤ۔ حضور انور نے فرمایا کہ ایک لمبی حدیث ہے جس میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو جہنم سے نکالے گا پھر ایک نظارہ دکھانے کے لئے سامنے لائے گا۔ پھر اگلا step ہوگا اور پھر اگلا step اس کے بعد پھر جنت کے دروازے پہ پہنچے گا۔ تو پھر بندہ کہے گا اللہ تعالیٰ یہاں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آرہی ہیں۔ تو یہ نظارہ بھی دکھادیا اور یہ بھی دکھادیا۔ بالکل دروازے پہ لے گیا، یوں میں جھانک کر اندر بھی دیکھ رہا ہوں۔ لوگ موجیں کررہے ہیں تو تھوڑا سا اندر جا کے اور قریب سے دیکھ لوں؟ تو اللہ تعالیٰ ہنس کے کہے گا جاؤ تمہیں زیادہ ہی شوق ہے تو چلو تمہیں بخش دیا۔ جاؤ چلے جاؤ جنت میں۔ تو یہ لمبی حدیث ہے اس کا میں نے خلاصہ بتادیا ہے۔ (الفضل انٹرنیشنل 24 جولائی 2015 تا 30 جولائی 2015)

’’وہ اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا‘‘

منصورہ نصیر

1886ء میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان کے ہندوؤں کی طرف سے خاص نشان طلب کرنے پر اپنے رب کے حضور توجہ کی اور اس مقصد کے لئے الٰہی اشارہ پر خاص طور پر ہوشیار پور کا سفر بھی اختیار فرمایا اور وہاں چلّہ کشی فرمائی اور خصوصی دعاؤں میں وقت گزارا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشا اور آپ علیہ السلام کو ایک ایسے فرزند کی بشارت عطا فرمائی جو نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عاجزانہ دعاؤں کا زندہ اعجاز تھا بلکہ اس موعود فرزند کی اپنی زندگی بھی قبولیت دعا کے نشانات اور تعلق باللہ کے واقعات سے لبریز نظر آتی ہے۔

پیشگوئی مصلح موعود:

’’خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔۔۔۔۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے۔ اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور **اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔‘‘**

’’یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفیٰ ﷺ کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے۔ کیونکہ مردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دعا کر کے ایک روح واپس منگوایا جاوے۔۔۔ اس جگہ بفضلہ تعالیٰ و احسانہ و ببرکت حضرت خاتم الانبیاء ﷺ خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاء موتی کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔‘‘ (اشتہار 22 / مارچ 1886ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 115-114۔ مطبوعہ لندن)

اس پیشگوئی کے بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 28 جنوری 1944ء کے خطبہ میں اپنی ایک لمبی رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اس میں میری زبان پر **اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُهٗ وَ خَلِیْفَتُهٗ** کا جاری ہونا بڑا اعجوبہ تھا۔ رؤیا میں یہ بھی دیکھا کہ میں نے بت تڑوائے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشتہار میں یہ لکھا ہے **وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔**

روح الحق توحید کی روح کو کہتے ہیں اور آپ نے تبلیغ اسلام کی دنیا میں بنیاد ڈال کر دنیا کے دلوں کو شرک سے پاک کیا۔ اور توحید کو دنیا میں قائم کیا۔

محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار　　روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں　　(از کلام محمود)

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعاؤں کی قبولیت کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولی بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔‘‘ (منصب خلافت صفحہ: 32)

چنانچہ قبولیت دعا کے اعجازی نشانات ہر دورِ خلافت میں ایک نمایاں شان کے ساتھ ظاہر ہوتے رہے اور سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے زمانہ خلافت کے بے شمار ایسے واقعات تاریخ میں موجود ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اپنے بندے کی تضرعات کو سنا اور قبولیت کا شرف عطا کیا اور اس طرح نہ صرف خلافت حقہ کے لئے اپنی تائید ونصرت کا ثبوت مہیا فرما دیا بلکہ پیشگوئی مصلح موعود کے عظیم الشان مضمون پر بھی مہر ثبت کر دی جس کے ہر ہر لفظ میں خدا خود بولتا نظر آتا ہے۔

محترم چوہدری اسد اللہ خان صاحب اپنے ایک مضمون میں سیدنا مصلح موعودؓ کی شفقت کے واقعات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ تقسیم ملک سے چند سال پہلے میں شدید بیمار ہو گیا اور پیشاب کی جگہ خون کے اخراج سے اس قدر کمزوری ہو گئی کہ پہلو بدلنا بھی ممکن نہ رہا۔ ایک دن حضرت مصلح موعودؓ عیادت کے لئے تشریف لائے اور باتوں باتوں میں فرمایا ''آپ کا جلسہ پر جانے کو تو جی چاہتا ہوگا؟'' میں نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا ''وہ کون احمدی ہے جو جلسہ پر جانا نہ چاہے'' اس پر حضورؓ نے اپنی مبارک آنکھیں اٹھا کر میری طرف دیکھا اور حضورؓ کی گردن سے نہایت خوب صورت سرخی چہرہ کی طرف بڑھنی شروع ہوئی کہ حضورؓ کا چہرہ، گردن، پیشانی اور کان سرخ، خوب صورت اور چمکدار ہو گئے۔ حضورؓ نے شہادت کی انگلی سے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ''آپ انشاء اللہ ضرور جلسہ پر آئیں گے''۔ تھوڑی دیر کے بعد جب حضورؓ تشریف لے گئے تو مجھے پیشاب کی حاجت ہوئی۔ پیشاب کیا تو اس میں ذرہ بھر بھی خون کی آلائش نہیں تھی۔ اس کے بعد میں تیزی سے رو بہ صحت ہوا اور جلسہ سے تین چار روز قبل ہی قادیان میں حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

جس طرح خلیفہ وقت کا وجود زمین کے کسی خاص حصے سے تعلق رکھتے ہوئے بھی ساری دنیا کے لئے برکات اور فیوض کا منبع ہوتا ہے اسی طرح خلیفہ وقت کی دعائیں بھی ساری دنیا کے انسانوں کے لئے یکساں شرف قبولیت پاتی نظر آتی ہیں۔ مصر کے ایک مخلص احمدی محترم احمدی عبدالحمید خورشید آفندی صاحب 1938ء میں چالیس روز کے لئے قادیان آئے اور حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں دس بارہ سال سے شادی شدہ ہونے کے باوجود اولاد سے محروم ہوں۔ حضورؓ نے دعا کرنے کا وعدہ کیا اور جب کچھ روز کے بعد آفندی صاحب دوبارہ حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؓ نے فرمایا ''میں نے آپ کے لئے دعا کی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو فرزند عطا کرے گا''۔ کچھ عرصہ قادیان میں مزید قیام کے بعد آفندی صاحب واپس مصر چلے گئے تو ان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام بلاد عربیہ کے پہلے مربی سلسلہ کے نام پر جلال الدین رکھا گیا۔ پھر دوسرا لڑکا شمس الدین اور ایک لڑکی عائشہ پیدا ہوئی۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی قبولیت دعا کی اسی شان کا ایک واقعہ محترم چوہدری ظہور احمد صاحب مرحوم سابق ناظر دیوان یوں بیان کرتے ہیں کہ قادیان کے قریب ایک گاؤں بھاگی ننگل میں ایک شخص لچھمن سنگھ رہتا تھا جس کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ ایک روز اس نے محترم چوہدری صاحب کے والد حضرت منشی امام الدین صاحبؓ سے کہا کہ میرے لئے حضرت صاحب (سیدنا حضرت مصلح موعودؓ) سے دعا کروائیں کہ خدا مجھے لڑکا دے دے، اگر مرزا صاحب سچے ہوں گے تو میرے ہاں اولاد ہو جائے گی۔ حضرت منشی صاحب نے قادیان آکر حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی تو حضورؓ نے فرمایا ''میں دعا کروں گا اور انشاء اللہ اس کے ہاں اولاد ہوگی''۔ چنانچہ کچھ عرصے بعد اس کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جو بعد میں میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے والا اپنے گاؤں کا پہلا شخص بنا۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی پاکیزہ حیات اس قسم کے واقعات سے لبریز نظر آتی ہے جن کے پیچھے مضبوط تعلق باللہ اور خدا تعالیٰ کی خاص نصرت ظاہر ہوتی ہے۔ حضورؓ نے خود یہ واقعہ بیان فرمایا کہ ''جب چوہدری فتح محمد صاحبؓ ولایت سے آئے تو ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے ان کی آنکھوں کو دیکھا اور بتایا کہ بائیں آنکھ کا بچنا تو قریباً محال ہے اور دائیں بھی خراب ہو رہی ہے۔ مجھے اس سے قلق پیدا ہوا کہ چوہدری صاحب کام کے آدمی ہیں۔ میں نے دعا کی تو رات خواب میں ایک شخص نے کہا کہ ان کی آنکھ تو اچھی ہے۔ صبح میں نے یہ خواب ڈاکٹر صاحب کو بتایا تو انہوں نے

معائنہ کر کے کہا کہ مرض ایک بٹا تین رہ گیا ہے"۔۔حضرت چوہدری فتح محمد صاحب بیان کیا کرتے تھے کہ اس سے پہلے میری آنکھ میں چنے کے برابر زخم ہو گیا تھا اور ہر ایک دوا مضر پڑتی تھی لیکن حضورؓ کی دعا سے ہر ایک دوا مفید ہونے لگی اور اب اس آنکھ کی نظر دوسری سے تیز ہو گئی ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی زبان مبارک سے ایک اور واقعہ تاریخ میں یوں محفوظ ہے کہ"۔۔۔۔ڈاکٹر مطلوب خان صاحب کی موت کی خبر سرکاری طور پر آ گئی تھی۔اس سے چند دن پہلے ان کے والدین یہاں آئے تھے اور بہت ضعیف تھے۔۔۔ چونکہ موت کی خبر آ چکی تھی، دعا تو کیا ہوتی کرب ضرور ہوا۔رات خواب میں دیکھا کہ وہ مرا نہیں زندہ ہے۔دوسرے دن اس کا ذکر احباب سے کر دیا۔چند روز بعد ڈاکٹر مطلوب خان کا خط آ گیا کہ میرے متعلق غلط فہمی ہو گئی تھی، میں مرا نہیں تھا بلکہ دشمن مجھ کو پکڑ کر لے گئے تھے "۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی قبولیت دعا کے اعجازی واقعات آپؓ کے تعلق باللہ کا عظیم الشان ثبوت ہیں۔چنانچہ بے شمار ایسے واقعات بھی نظر آتے ہیں جب کسی نے حضورؓ کی خدمت میں کسی خاص مقصد کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہوئے ابھی خط لکھا ہی تھا یا لکھنے کا ارادہ ہی کیا تھا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سائل کی مشکلات دور ہونی شروع ہو گئیں۔

خلافت احمدیہ کے ساتھ قبولیت دعا کا مضمون ہمیشہ نمایاں شان سے وابستہ رہا ہے اور دراصل یہ ایک ایسا دوہرا رشتہ ہے کہ ایک طرف خلیفہ وقت کی دعائیں مومنوں کے حق میں قبول کی جاتی ہیں تو دوسری طرف مومنوں کی دعائیں خلافت سے پختہ تعلق کی بناء پر قبولیت کو پہنچتی ہیں۔

خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم خلافت کے ساتھ حقیقی تعلق کا ادراک حاصل کر کے اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلی پیدا کر سکیں۔آمین اللہم آمین

فضل الٰہی کے غیبی سامان

ہم انہیں دیکھ کے حیران ہوئے جاتے ہیں
خود بخود چاک گریبان ہوئے جاتے ہیں
دشمن آدم کے جو نادان ہوئے جاتے ہیں
ہائے انسان سے شیطان ہوئے جاتے ہیں
گیسوئے یار پریشان ہوئے جاتے ہیں
اب تو واعظ بھی پشیمان ہوئے جاتے ہیں
غیب سے فضل کے سامان ہوئے جاتے ہیں
مرحلے سارے ہی آسان ہوئے جاتے ہیں
حُسن ہے داد طلب، عشق تماشائی ہے
لاکھ پردوں میں وہ عریان ہوئے جاتے ہیں
تیری تعلیم میں کیا جادو بھرا ہے مرزا
جس سے یہ حیوان بھی انسان ہوئے جاتے ہیں

(از کلام محمود، ص 127)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے لندن میں ملاقات سے متعلق لجنہ گروپ اے کے تاثرات

عندلیب انور حضور سے ملاقات کر کے اور مرکز کے ماحول سے فیضیاب ہو کے جو روحانیت کا پہلو مجھے سمجھ آیا ہے وہ دس کتب پڑھ کر بھی سمجھ نہیں آ سکتا۔ حضور کے پیچھے سجدہ کر کے، مسیح کے لنگر کا مزہ اٹھا کر اور صحبت صالحین میں رہ کر میں نے اپنے آپ میں اطاعت کا ایک نیا جذبہ محسوس کیا ہے۔

امتہ النور یہ میرا لجنہ کے ساتھ آخری ٹرپ تھا کیونکہ میری شادی ہونے والی ہے۔ اس لئے میری خواہش تھی کہ حضور کے ساتھ عاملہ کی ایک تصویر ہوتا کہ ہمیشہ میرے لئے وہ یادگار رہو اور جب حضور نے ہمیں تصویر کی اجازت دی تو میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔

انعم سحر آج کل دنیا میں ہر طرف بے چینی کا دور دورہ ہے ہر شخص سکون کی تلاش میں ہے لیکن میں خوش قسمت ہوں کہ اس بے سکون دنیا میں میرے لئے اپنے گھر کے علاوہ کہیں اور سکون ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہے جس کی بدولت مجھے حضور اور آپا جان سے ملاقات کا موقع ملا اور ملاقات کے بعد مجھے اپنے اندر وہی سکون ملا جو اپنی ماں کی گود میں ملتا ہے۔

عطیہ رحمان پیارے حضور کے ساتھ ہم نے ایک گھنٹہ گذارا جس میں ہم نے خوب باتیں کی۔ میں نے بھی حضور سے سوال کیا جس کا مجھے بہت پیارا جواب ملا۔ حضور نے ہمیں پین دیئے اور تصویر بھی بنوائی۔

مدیحہ عروج حضور کے ساتھ گزرنے والا وقت میرے لئے بہت انمول تھا۔ میرے لئے صرف حضور کے نورانی چہرے کو دیکھنا ہی دلی سکون کا باعث تھا اور آپا جان نے ہمیں بہت محبت دی اور انہوں نے ہمیں ازواجی زندگی کے بارے میں بہت اچھی نصیحتیں کی اور اپنے تجربات ہمارے ساتھ شیئر کئے۔ اللہ ان کا سایہ ہم پر تا دیر سلامت رکھے۔

نداء کاجل حضور سے ملاقات کے بعد یہ احساس ہوا کہ باقی ساری دنیا ایک طرف اور نظام خلافت ایک طرف۔

راحیلہ طارق یہ میرا لجنہ کے ساتھ پہلا دورہ تھا میں محسوس کر رہی ہوں کہ جیسے ہی کلاس کے دوران حضور کی نظریں میرے پر پڑیں میں گویا خدا کی حفاظت میں آ گئی ہوں۔

فاطمہ اختر میرے لئے حضور کے اتنے قریب بیٹھنا حیران کن اور شاندار تھا۔ ہمیں ناموں کے بیج ملے تھے تو میرا خیال ہے کہ حضور نے میرا نام پڑھا ہوگا۔

ایشاء ڈار میں پیارے حضور اور آپا جان کی بے حد مشکور ہوں جنہوں نے ہمیں وقت دیا۔ جماعت نے ہمارا بہت خیال رکھا اور ہاں کھانا بے حد لذیذ تھا۔

نایاب محمود حضور سے اتنا قریب سے ملنا میرے لئے بہت خاص ہے۔

رابعہ بصیر ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح کے ساتھ بابرکت سوال و جواب کا موقع ملا۔ الحمدللہ۔ جس میں حضور نے مسکراتے چہرے کے ساتھ لڑکیوں کے سوالوں کے جواب دیئے۔

شمائلہ محمود یہ ایک ناقابل فراموش سفر ہے جس کے لئے میں اپنے خدا تعالیٰ کی بے حد شکر گذار ہوں۔

عمرانہ احمد میں چونکہ پہلی لائن میں بیٹھی تھی اس لئے اتنا وقت حضور کو دیکھنا میرے لئے انمول تھا۔

عاتکہ احمد میرے لئے حضور سے ملاقات کا دن کا دن اس لئے بھی خاص ہو گیا کہ اسی دن میری سالگرہ تھی۔

سدرہ احمد حضور سے ملاقات کے بعد میرے علم میں بہت اضافہ ہوا اور دلی سکون ملا۔

سحر ڈار اس دورے سے میں نے بہت کچھ سیکھا اور میں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتی ہوں جس میں حضور پُرنور کو اتنے قریب سے دیکھنے اور سننے کا موقع ملا۔

نیہا علیزہ چوہدری وہ چند سیکنڈ جو حضور کے ساتھ تصویر کھینچوانے کے دوران اتنی قریب سے مجھے ملے انمول تھے۔ خوشی سے میری مسکراہٹ قابو میں نہیں آ رہی تھی۔

ماہ نور محمود میں بہت نروس تھی اور حضور کو دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اور آپا جان سے بھی ملنا اچھا لگا۔

شازیہ علی مجھے زندگی میں پہلی دفعہ حضور سے سوال کرنے کا موقع ملا۔ میں بہت خوش قسمت ہوں کہ حضور نے پورے دس منٹ میں میرے سوال کا جواب دیا۔ یہ میرے لئے بڑی اعزاز کی بات ہے۔

آمنہ جاوید حضور کے سامنے اتنی دیر بیٹھنا مجھے ہمیشہ یاد رہے گا۔

سدرہ حیات چونکہ میں ملک سے باہر پڑھائی کے سلسلے میں مقیم ہوں اور جماعتی پروگرامز میں باقاعدگی سے شامل نہیں ہوتی یہ موقع میرے لئے دینی علم اور ایمان میں اضافے کا باعث ہوا۔ جامعہ کی عمارت کو دیکھ کر خوشگوار حیرت ہوئی کہ ہم کتنے progressive ہیں۔

ماریہ ملک یہ میری زندگی کا یادگار ٹور رہے۔ ہمارے پیارے حضور نے ہمیں اپنی محبت اور قیمتی وقت سے نوازا۔ مجھے بھی سوال کرنے کا موقع ملا اور تسلی بخش جواب حضور نے دیا۔ پیارے حضور کے ساتھ ایک گھنٹہ خوبصورت یادوں میں سے ہے۔ جماعت نے بہت خدمت کی اور مزے کے کھانے بھی کھلائے، اللہ جزاء دے۔

مہک طارق حضرت خلیفۃ المسیح اور آپا جان کے بالکل سامنے بیٹھنا میرے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے۔

ندرت انور حضور کے ساتھ ایک پل کی ملاقات کو حرفوں میں اتارنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جاتا ہے۔ وہ ملاقات جو صرف اور صرف قسمت والوں کو نصیب ہوتی ہے، وہ ملاقات جس کیلئے لاکھوں لوگ ترستے ہیں اور وہ ملاقات جو صرف ایک یاد نہیں بلکہ عمر بھر کی نصیحت بن کے رہ جاتی ہے اس کو رنگنے کیلئے کوئی رنگ نہیں بنا اور نا ہی کوئی وسیع لفظ۔

صبا انور حضرت خلیفۃ المسیح کے ساتھ ملاقات کو کچھ لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ یہ ایک ایسی ملاقات ہے جو خوش نصیبوں کو نصیب ہوتی ہے۔

فاطمہ چوہدری ایک شاندار تجربہ جو مجھے ہمیشہ یاد رہے گا۔ انشاءاللہ

ماہا نشاء چوہدری مجھے اچھی طرح اپنے جذبات یاد ہیں کہ جب حضور پُرنور کمرے میں آئے تو مجھے بے اختیار گرم جوشی محسوس ہوئی۔

ناصرات، لجنہ گروپ A اور نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ ناروے کا حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کے لئے سفرِ لندن (برطانیہ)

دسمبر 2015 محترمہ نیشنل صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ نے بے حد خوشی کی نوید سنائی کہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و احسان سے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ شفقت ناصرات، لجنہ گروپ A اور نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ ناروے کے ساتھ ملاقات کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ اور اس کے لئے جنوری کا دوسرا ویک اینڈ ملاقات کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔

اس نوید کے ساتھ ہی ٹکٹوں کی بکنگ کا کام شروع کر دیا گیا۔ ٹکٹوں کی بکنگ کے مرحلے سے گزرتے ہی دنوں کی گنتی کا آغاز ہو گیا اور آخر کار 8 جنوری کا وہ دن آ پہنچا جب 64 ممبرات کا قافلہ اپنے پیارے محبوب آقا سے ملاقات کے لئے Gardermoenflyplass پر حاضر تھا۔ محترم مربی صاحب بھی اس موقع پر ائر پورٹ تشریف لائے اور آپ نے ائر پورٹ پر اجتماعی دعا کی ادائیگی کے ساتھ سب کو اللہ حافظ کہا۔ 16 لوگ پرائیویٹ طور پہ جا رہے تھے جنہوں نے ملاقات میں شامل ہونا تھا۔ اس طرح 80 ممبرات اور ایک انصار پہ یہ مشتمل قافلہ تھا۔

لندن ائر پورٹ پر جماعت کے احباب ہمیں لینے کے لئے پہنچے ہوئے تھے اور ساتھ چار وینز آئی ہوئی تھیں۔ (جو ہمارے اس پورے ٹور کے لئے کرائے پر حاصل کی گئیں تھیں) ان کے ذریعے ہم بیت الفتوح پہنچے۔ یہاں ہمیں خوش آمدید کہنے ریجنل صدر صاحبہ اور ان کی عاملہ ممبرات چہروں پر مسکراہٹیں سجائے موجود تھیں۔ ور پھر میزبان ممبرات کی رہنمائی میں ہم ضیافت ہال پہنچے۔ جہاں زبردست قسم کی ضیافت ہماری منتظر تھی۔ ادھر بھوک بھی اپنے عروج پر تھی لہذا سب نے خوب مزے سے سیر ہو کر کھانا تناول فرمایا۔ ہمارے ٹھہرنے، سونے کا انتظام طاہر ہال کے ایک حصہ میں کیا گیا تھا۔ جہاں گدوں پر کرمچی رنگ کی مخملی چادریں بچھی بہت خوبصورت نظارہ پیش کر رہی تھیں۔ جلد ہی بچیوں نے اپنی سہیلیوں کے ساتھ اپنے اپنے لئے سونے کی جگہ کا انتخاب کر لیا اور اللہ کی حمد سے ہمارا دل بھر آیا کہ اللہ کے اس جماعت پہ کتنے فضل ہیں۔

طاہر ہال پہنچنے پر محترمہ صدر صاحبہ نے تمام ممبرات، بچیوں کو اکٹھا کیا اور کلاس کا اہتمام کیا جس میں اگلی صبح حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ہونے والی ملاقات کے حوالے سے ادبی، تعلیمی اور تربیتی نکات کے حوالے سے بات کی۔ اور سب کو اپنے آئندہ پروگرام کے بارے میں بھی مختصراً بتایا گیا۔ جس میں خصوصاً نمازوں کی وقت پر ادائیگی کی تلقین تھی۔

اس کے بعد سب کی سونے کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ جلدی سونے والوں نے رضائیوں میں گھستے ہی خوابِ خرگوش کے مزے لوٹنے شروع کر دئے۔ اور چند گروپس کی صورتوں میں اپنی اپنی دوستوں کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف ہو گئیں۔ جب کبھی قہقہے بہت بلند ہو جاتے تو ہوا میں شی شی کی آوازوں سے ایک دوسرے کو تنبیہ بھی کی جاتی رہی۔

ادھر دوسری طرف کہیں ایک کونے میں صبح کے پروگرام کے لئے تلاوت اور نظم کی تیاریاں بھی جوبن پر تھیں۔ آخر رات دیر گئے سب کو سونے پر راضی کیا گیا اور لائٹس بند کی گئیں۔

ہفتہ کی صبح کا آغاز سب نے نمازِ تہجد اور فجر کی ادائیگی کے ساتھ مسجد بیت الفتوح میں کیا۔ صدقہ کی ادائیگی کے بعد صبح کا ناشتہ ضیافت ہال میں کرنے کے بعد وینز کے ذریعے ہم سب مسجد فضل لندن پہنچے۔ جہاں محمود ہال میں پتہ چلا کہ ایک حاضر نماز جنازہ پڑھنے کے لئے صفیں بنا لیں۔ حضورِ انور کی اقتداء میں نمازِ جنازہ پڑھا گیا۔

اس کے بعد MTA ٹیم کی ممبرات نے چند ہدایات دیں جس کے مطابق نیشنل عاملہ ممبرات پہلی رو میں بیٹھیں گی۔ اب سب اپنی کرسیوں پر براجمان

حضورانور کے انتظار میں بیٹھی تھیں۔ ہر آہٹ پر پیارے آقا کی آمد کا شبہ گزرتا۔ کثرت سے استغفار پڑھنے کی طرف توجہ دلوائی گئی۔ دل کی دھڑکنیں قابو میں نہیں تھیں۔ آخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خود بنفسِ نفیس نورانی چہرے پر وہ مبارک مسکان سجائے اور اسلام علیکم ورحمتہ اللہ کا مبارک تحفہ دیتے ہوئے تشریف آور ہوئے۔ آنکھیں جیسے جھپکنا بھول گئیں۔ پیارے آقا جب اپنی کرسی پر تشریف فرما ہوئے تو بیٹھتے ہی میز پر پڑے ملاقات کے پروگرام والے صفحے کو دیکھتے ہوئے فرمایا کہ سوالات کریں۔

محترمہ نیشنل صدر صاحبہ نے حضورِ انور کے ساتھ ملاقات کے آغاز پر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ گروپ تصویر کی درخواست پیش کی۔ پہلے تو حضورِ انور نے فرمایا کہ گروپ تصویر کی ضرورت نہیں ہے لجنہ کی تصویر سب گھروں میں نہیں جانی چاہیئے۔

لجنہ گروپ A کی بچیوں نے سوالات کا آغاز کیا اور پھر عاملہ ممبرات نے بھی پیارے آقا سے اپنے شعبہ جات کے حوالے سے رہنمائی چاہی۔ حضور انور نے سوالات کے جوابات بھی دیئے اور مختلف شعبہ جات کے حوالے سے مکمل رہنمائی بھی فرمائی۔

پھر حضورِ انور نے سوال کیا کہ اگر نیشنل عاملہ کی گروپ تصویر بنے گی تو صرف دفتر میں لگنے کے لئے۔ کسی کے گھر نہیں پہنچے گی تو آپ نے ازراہِ شفقت اس کی اجازت مرحمت فرما دی۔ اور نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ کو اپنے پیارے محبوب آقا کے ساتھ تصویر کھنچوانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ الحمد اللہ کہ اللہ نے ایسا وجود عطا کیا ہے جو جذبات کا خیال بھی رکھتے ہیں اور تربیت کے ہر پہلو پہ نظر بھی رکھتے ہیں۔

اس کے بعد حضورِ انور نے دریافت فرمایا کہ یہاں کتنی کزنز اور بہنیں ہیں۔ اور حضورِ انور نے فرمایا کہ شاہ فیملی اور بٹ فیملی باری باری آجائے۔ اس کے ساتھ حضورِ انور نے تمام بہنوں، کزنز، ماں بیٹیوں، اور پھر سب کے ساتھ فرداً فرداً تصاویر بنوائیں۔ آپ نے سب ممبرات کو تحفۃً پین بھی دئے اور چاکلیٹ کے پیکٹس بھی عطا کئے۔ اس لمحے ہر ایک کا چہرہ خلیفۂ وقت کی محبت اور خوشی سے تمتما رہا تھا۔

ممبرات کو پین دیتے ہوئے حضورِ انور نے محترمہ نیشنل صدر صاحبہ سے ہمارے ٹھہرنے کی جگہ سے لے کر ہمارے شام کے کھانے اور صبح کے ناشتے کے مینو، ہمارے ائر پورٹ سے بیت الفتوح تک پہنچنے کی تمام رپورٹ لی۔ ازراہِ شفقت فرمایا کہ ان سب کو اسلام آباد اور جامعہ بھی دکھائیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ لمحات زندگیوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کا موجب بنیں۔ اور ہم اپنے خلیفۂ وقت کے ساتھ اطاعت اور وفا کا تعلق مضبوط سے مضبوط تر کرتے چلے جانے والے ہوں۔ آمین

پیارے آقا نے ہمیں 12 بجے سے لے کر 13 بج کر 15 منٹ تک ملاقات کا شرف بخشا۔ یہ ایک گھنٹہ اور پندرہ منٹ زندگی کے وہ لمحے تھے جو ہم سب کے لئے بہت انمول ہیں۔ یہ مبارک وجود صرف جماعت احمدیہ کو نصیب ہیں، جو ہم سے بے انتہا محبت کرتے ہیں۔ اللہ ان کی صحت و عمر میں برکت عطا کرے۔ ہم ان کے احسان مند ہیں کہ اپنے نہایت قیمتی لمحات میں سے پیارے آقا نے ہمیں وقت عطا فرمایا۔ جزاکم اللہ واحسن الجزاء

اب ظہر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا پیارے آقا ہمیں اسلام علیکم ورحمتہ اللہ کا مبارک تحفہ دے کر ہم سے رخصت ہوئے۔ اور ہم نماز کی ادائیگی کے لئے نصرت ہال پہنچے۔ جہاں آپ ایدہ اللہ تعالیٰ کی امامت میں نمازیں ادا کی گئیں۔ صدر صاحبہ نے تمام بچیوں کو اکھٹا کر کے ان سے چند باتیں کی کہ اللہ کا بیحد احسان ہے کہ آج ہمیں خلیفۃ المسیح کی قربت نصیب ہوئی۔ ہمیں صرف اس بات پہ فخر نہ ہو کہ باتیں بھی کیں، تصویریں بھی کھنچوالیں، تحفے بھی لے لئے، اصل حق تب ادا ہو گا اگر ہم اپنے میں پاک تبدیلی پیدا کریں اور ان نصائح پہ عمل کر کے حضور کو خوش کریں۔ اس دوران محترمہ صدر صاحبہ کی ہدایت پر تمام ممبرات نے حضورِ انور کی خدمت میں دعائیہ خط تحریر کیا۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد محترمہ صدر صاحبہ نے حرم خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ محترمہ آپا جان کی خدمت میں ملاقات کے لئے درخواست پیش کی۔ ملاقات کے لئے جو ٹائم ملا وہ شام 6 بجے کا تھا۔

اس کے بعد ممبرات کو تین گروپس میں تقسیم کر دیا گیا اور مختلف تربیتی ٹاپکس دئے گئے۔ جن پر پہلے آپس میں ڈسکشن کی گئی اور پھر سب ممبرات کے سامنے

اس ڈسکشن کا لبِ لباب پیش کیا گیا۔

ملاقات آپا جان صاحبہ گروپس کی صورت میں کی گئی۔ یہاں بھی ممبرات نے سوالات کئے اور مختلف باتوں پر آپا جان صاحبہ سے رہنمائی حاصل کی۔ آپا جان نے لجنہ گروپ A کی بچیوں کو حیاء، باپردہ لباس، عائلی زندگی، خلافت کی اطاعت اور خلیفہء وقت سے ذاتی تعلق کے حوالے سے نہایت قیمتی نصائح سے نوازا۔ بچیوں نے آپا جان سے سوالات بھی کئے جن کے آپا جان نے نہایت شفقت اور محبت سے سبق آموز جوابات بھی دئے۔

ملاقات کے بعد جب ہم جب سیڑھیوں سے نیچے اتر رہے تھے تو حضورِ انور اپنے گھر تشریف لے جا رہے تھے ہمیں دیکھتے ہی مسکراتے ہوئے فرمایا کہ تم لوگ ابھی تک یہیں ہو۔ الحمد اللہ کہ ایک دفعہ اور حضورِ انور کا دیدار نصیب ہو گیا۔

نصرت ہال میں سب نے نماز مغرب اور عشاء حضورِ انور کی امامت میں ادا کیں اور پھر سب نے وینز کا رخ کیا کیوں کہ اب ہم نے بیت الفتوح پہنچنا تھا۔ وہاں پہنچے تو سب کو خوب بھوک لگی ہوئی تھی اور ہمارے لئے ضیافت میں KFC سے برگر، kylling,pommes کا انتظام کیا گیا تھا۔ سب نے خوب انجوائے کیا اور پھر طاہر ہال پہنچتے ہی سب نے رات گئے تک حضور کی باتیں اور آپا جان کی باتیں دھرا دھرا کر ان یادوں کو محفوظ کیا پھر اپنے لحافوں میں گھس گئے۔

صدر صاحبہ نے سب کو بتایا کہ ہم اتوار کی صبح تہجد اور فجر نماز کی ادائیگی فضل مسجد جا کر کریں گے اور پھر نیشنل صدر صاحبہ یو کے اور ان کی عاملہ کے ساتھ ملاقات ہو گی۔ جن کی واپسی اتوار کے روز کی تھی وہ اپنی پیکنگ مکمل کر کے صبح ہی ساتھ لے کر جائیں گی کیوں کہ فضل مسجد سے ہی ائیر پورٹ کے لئے روانگی ہو گی۔ رات دیر تک جاگنے والی بچیاں بھی تہجد اور فجر نماز کے لئے وقت پر تیار تھیں اور پھر ہم وینز کے ذریعے مسجد فضل پہنچے جہاں ہم نے اس روز اپنے پیارے آقا خلیفۃ المسیح الآخر زماں کی امامت میں نمازِ فجر ادا کی۔

آج ہمارے ناشتے کا انتظام فضل مسجد میں ہی تھا۔ جب ضیافت کے لئے پہنچے تو دودھ بریڈ کے لوازمات، پھلوں، کے ساتھ ساتھ چنوں کے سالن اور حلوہ پوری کا اہتمام کیا گیا تھا سب نے بہت مزے سے ناشتہ کیا۔

اب اسلام آباد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی قبر پر دعا کے لئے پہنچے۔ جہاں سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اور بیگم صاحبہ کی قبر پر دعا کی گئی۔

آج حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے گھوڑوں کا اصطبل دیکھنے کا موقع بھی ملا۔ جہاں بہت خوبصورت گھوڑے تھے۔ اور ان کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔ یہاں سے فارغ ہو کر ہم جامعہ احمدیہ برطانیہ کی نئی عمارت جو نہایت خوبصورت اور ایک بہت پر فضا مقام پر واقع ہے وہاں پہنچے۔ ہماری آمد پر چائے، کافی اور بسکٹس، سموسے، رولز کے ساتھ ہماری تواضع کی گئی۔ اور ساری عمارت ہمیں گائیڈز کے ذریعے دکھائی گئی۔ تصاویر بھی بنائیں گئیں۔

بیت الفضل پہنچے تو نماز ظہر اور عصر کی ادائیگیوں کے لئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمازوں کی ادائیگی کے لئے نماز ہال جانا تھا۔ اس موقع پر حضورِ انور کے دیدار کا حسین موقع ملا۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد زبردست لنچ تیار تھا۔ جہاں نیشنل صدر صاحبہ یو کے اور ان کی نیشنل عاملہ نے ہمارا خیر مقدم کیا۔ ان کے ساتھ تعارف ہوا اور پھر ہم سب نے ان کے ساتھ کھانا کھاتے ہوئے مختلف ٹاپکس کے حوالے سے باتیں کیں۔ اسی دوران ہماری وہ ممبرات اور بچیاں جن کی آج واپسی تھی انہیں دعا کے ساتھ رخصت کیا گیا۔

نیشنل عاملہ کی ممبرات نے ایک دوسرے کے ساتھ اپنے اپنے شعبہ کے حوالے سے تجربات شئیر کئے اور بہت خوشگوار ماحول میں بات چیت کے دوران بیت بازی کا پروگرام بن گیا۔ یو کے لجنہ کے ساتھ ہماری ناروے کی لجنہ کے ساتھ لجنہ گروپ A کی بچیوں نے جب ترنم میں اشعار کا جواب دیا تو ایک سحر انگیز ماحول بن گیا۔ جس سے سب بہت محظوظ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ uk کی صدر صاحبہ اور لجنہ کو جزائے خیر عطا کرے جنھوں نے نہایت محبت سے اپنا وقت بھی دیا اور مہمان نوازی بھی کی۔ جزاکم اللہ واحسن الجزاء

آج ہماری مزید خوش قسمتی یہ کہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس محترمہ آپا جان کے ساتھ آج پھر اس پیاری اور مبارک ہستی سے ملاقات اور دیدار کا موقع مل گیا آپ کی نہایت پیاری نصائح اور سبق آموز باتیں ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر چلنے اور کاربند ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

مزید اس پر یہ کہ آج پھر واپسی پر سیڑھیوں میں حضورِانور کے دیدار کا موقع مل گیا۔یہ وہ پیاس ہے جو وقت کے ساتھ بڑھتی جاتی ہے۔ حضورِانور نے دیکھتے ہی تبسم فرمایا اور پوچھا کہ تم لوگ ابھی یہیں ہو۔تو ہم نے بتایا کہ حضور ہم کل واپس جا رہے ہیں۔

اب بچیوں نے باہر جانے اور کھانا کھانے کی فرمائش کا اظہار کیا تو صدر صاحبہ نے جواب دیا کہ واپس بیت الفتوح پہنچ کر پروگرام بناتے ہیں۔ بیت الفتوح ضیافت ہال پہنچے تو گرم گرم Kylling suppe اپنے لوازمات کے ساتھ اور چائینیز کھانے پر یہاں کی عاملہ ممبرات ہمارے استقبال کے لئے موجود تھیں۔سب نے بہت انجوائے کیا۔اور پھر کسی نے بھی باہر کھانے کا نام بھی نہیں لیا۔

پیر کے روز نمازِ تہجد کے نوافل کی ادائیگی کے بعد نمازِ فجر ہمارے پیارے سیدنا و مولانا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اِقتداء میں ادا کرنے کے بعد ہم بیت الفتوح پہنچے تو ناشتہ سے فارغ ہو کر شاپنگ کے مشن پر جانے کے لئے سب پُر جوش تھے۔ہماری ویز نے ہمیں مارکیٹ تک چھوڑا اور پھر وہیں سے واپسی کے لئے ٹائم بتا دیا۔شاپنگ سے فارغ ہو کر ابھی KFC میں کھانے کا آرڈر دیا جا رہا تھا کہ ویز آ گئیں اور پھر جلد ہی ہم بیت الفتوح پہنچ گئے۔

اب واپسی کے لئے سب نے اپنے بیگز کھول لئے تھے کیوں کہ کی گئی شاپنگ کی بھی تو جگہ بنانی تھی۔اور پھر دعا کے بعد ہم اپنے واپسی کے سفر کے لئے ائرپورٹ پہنچے۔ائرپورٹ پر بھی جب جہاز کی روانگی کا اعلان ہوا تو ہماری محترمہ صدر صاحبہ Mcdonald پر گروپ کے لئے برگرز کے آرڈر دے رہی تھیں۔جلدی جلدی برگر لئے گئے اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ سب جہاز میں پہنچ گئے۔جہاز کے Takeoff کرنے کی دیر تھی کہ محترمہ بلقیس صاحبہ سب میں برگرز تقسیم کرنے میں مصروف تھیں۔سب نے اس ٹوئر کے آخری کھانے کو جہاز میں بہت انجوائے کیا۔

خدا کا خاص فضل شاملِ حال رہا۔حالانکہ سارا وقت لندن میں سرد ہوائیں اور بہت بارش کا موسم رہا۔سب نے بہت انجوائے کیا اور ایک دوسرے کا بہت خیال رکھا۔یوں یہ چند دن ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کو سمیٹنے کا بھرپور موقع ملا۔خدا کرے کہ ہم سب اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے والی بنیں اور جماعتِ احمدیہ کے روحانی خزائن میں سے حصہ پانے والی بن سکیں۔اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔آمین

طالبِ دعا: شمع شاکر احمد

خلیفۃ المسیح ایک خدائی لیڈر

فرمایا: کونسا دنیاوی لیڈر رہے، جو بیماروں کے لئے دعائیں کرتا ہو؟ کونسا لیڈر رہے جو بچیوں کے رشتوں کے لئے بے چین ہو اور ان کے لئے دعا کرے؟ کونسا لیڈر رہے، جس کو فکر ہو، بچوں کی تعلیم کی؟ میں بھی اور میرے سے پہلے خلفاء بھی یہی کرتے رہے۔۔۔۔دنیا کا کوئی ملک نہیں، جہاں رات سونے سے پہلے چشم تصور میں، میں نہ پہنچتا ہوں۔اور ان کے لئے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعائیں نہ کرتا ہوں۔یہ باتیں مَیں اس لئے نہیں بتا رہا۔کہ کوئی احسان ہے۔یہ میرا فرض ہے۔اللہ تعالیٰ کرے کہ اس سے بڑھ کر، میں فرض ادا کرنے والا بنوں (آمین)''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 جون 2014ء)

بچوں کی دنیا

پیاری ناصرات کیسی ہیں؟ ایک بات آپ کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ آپ احمدی بچیاں ہیں۔ آپ کے طور طریقے دوسرے بچوں سے بہت اچھے ہونے چاہئیں۔ ضروری ہے

کہ آپ با قاعدہ نماز پڑھنے والی ہوں، روزانہ تلاوت کرنے والی ہوں، والدین اور بڑوں کا کہنا ماننے والی ہوں، آپ کی زبان سے کبھی جھوٹ نہ نکلے ہمیشہ سچ بولنے والی ہوں، چاہیے کہ ہم سے کبھی کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے ہمیشہ اپنے دوستوں اور ہمسائیوں سے ہمدردی اور اچھا سلوک کرنے والے ہوں۔

جو بھی اچھی اچھی باتیں ہیں جو کسی احمدی بچے میں ہونی چاہئیں ان خوبیوں کو تلاش کر کے اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔ کبھی ہماری زبان سے ایسا جملہ نہ نکلے جو مناسب نہ ہو اور نہ کبھی ہمارے ہاتھ یا کسی طرح بھی کسی کو نقصان پہنچے۔

اللہ کرے کہ ہم ان باتوں پر عمل کر کے اچھی احمدی بچیاں بننے والی ہوں (آمین)

پیارے آقا کی پیاری باتیں

ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ یہاں Father day اور Mother day منایا جاتا ہے۔ اسی طرح بعض اوقات کنڈر گارٹن سے بچوں کے ذریعہ تحائف بھی بھجوائے جاتے ہیں اس بارے میں کیا ہدایت ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز نے فرمایا: تحفے بیشک لے لیا کرو۔ لیکن اسلام تو کہتا ہے کہ ہر دن Motherday ہے تم ہر روز Mother day منایا کرو، والدین کی عزت کرو۔ ان سے بہتر سلوک کرو۔ ان کو اُف نہ کہو۔ ان کی خدمت کرو۔ اگر تمہیں توفیق ہے تو انہیں ہر روز تحفہ دو۔

الفضل انٹرنیشنل جولائی 2012

ہم برتھ ڈے کیوں نہیں مناتے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر کوئی مجھے یاد کروائے کہ آج میری برتھ ڈے ہے تو میں دو رکعت نفل ادا کرتا ہوں اور صدقہ دیتا ہوں اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے زندگی دی ہے اور خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق دی ہے اور دعا کرتا ہوں کہ آئندہ اللہ فضل ہمیشہ شاملِ حال رہے۔

حضور انور نے فرمایا برتھ ڈے کے موقع پر موم بتیاں جلانا، کیک کاٹنا اور دعوتوں پر رقم خرچ کرنے سے کہیں بہتر ہے کہ یہ رقم غرباء کو صدقہ میں دے دو، چیریٹی آرگنائزیشن ہے، اُن کو دے دو۔ وہ غریبوں کی مدد کرتی ہیں، ان کے کام آجائے گی۔ ہیومینیٹی فرسٹ ہے اس کو بھی دے سکتے ہیں تو اس طرح رقم اِدھر اُدھر ضائع کرنے کی بجائے غرباء کے کام آجائے گی تو خدا کی رضا کی خاطر یہ کام کر کے برتھ ڈے منا سکتے ہیں (الفضل انٹرنیشنل اکتوبر 2013)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

"سچائی کو اپنا شیوہ بناؤ"

(مشعل راہ جلد اول صفحہ 405)

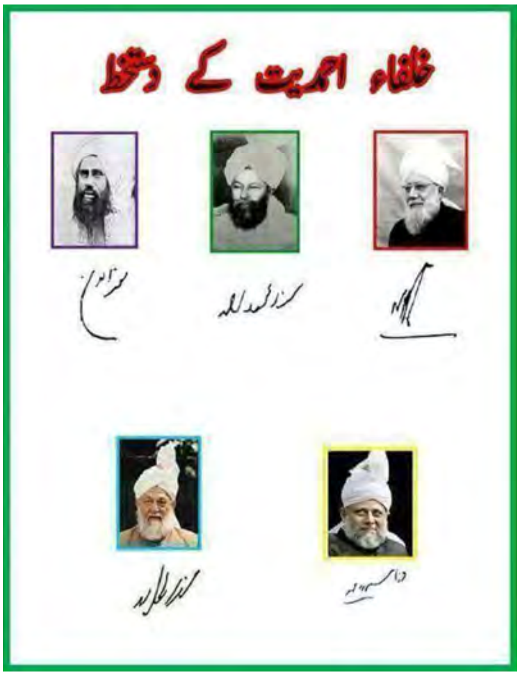

ہم یوم مصلح موعود کیوں مناتے ہیں؟

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’بعض لاعلم احمدی جو مختلف جگہوں سے خطوط میں لکھ دیتے ہیں، یہاں بھی سوال کر دیتے ہیں کہ ہم یوم مصلح موعود کیوں مناتے ہیں۔ باقی خلفاء کے دن کیوں نہیں مناتے ان پر واضح ہو گیا ہوگا کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کا دن ہم ایمانوں کو تازہ کرنے اور اس عہد کو یاد کرنے کے لئے مناتے ہیں کہ ہمارا اصل مقصد (دین حق) کی سچائی احمدیت کو دنیا پر قائم کرنا ہے۔ یہ کوئی آپ کی پیدائش یا وفات کا دن نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذریت (اولاد) میں سے ایک شخص کو پیدا کرنے کا نشان دکھلایا تھا جو خاص خصوصیت کا حامل تھا اور جس نے دین حق کی حقانیت (سچائی) دنیا پر ثابت کرنی تھی۔ اور اس کے ذریعہ نظام جماعت کے لئے کئی اور ایسے راستے متعین کر دیئے گئے کہ جن پہ چلتے ہوئے بعد میں آنے والے بھی ترقی کی منازل طے کرتے چلے جائیں گے۔

پس یہ دن ہمیں ہمیشہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرواتے ہوئے (دین حق) کی ترقی کے لئے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے اور دلانے والا ہونا چاہیے نہ کہ صرف ایک نشان کے پورا ہونے پر علمی اور ذوقی مزہ لے لیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘ الفضل انٹرنیشنل 19 مارچ 2009

درود شریف پڑھنے کے مواقع

(i) (بیت الذکر) میں آتے اور جاتے وقت

(ii) جہاں اور جب رسول اکرم ﷺ کا نام یا تذکرہ آئے

(iii) ہر دعا کے اول و آخر میں

(iv) نمازوں میں

(v) جمعرات اور جمعہ کو اکثر وقت

(الحکم 10 جون 1903ء ص 3)

ہر جاندار چیز کے ساتھ بھلائی کرنے میں اجر و ثواب ہے۔ (صحیح البخاری: ۲۴۶۶)

تمام ناصرات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو مہینہ میں ایک خط ضرور لکھا کریں

اس کے لیئے خط کا ایڈریس اور فیکس نمبر درج ذیل ہے

16 Gressenhall Road London

SW18 5Ql, United Kingdom

فیکس نمبر: 00442088705234

دماغ لڑائیں،،،،

ایک بابا جی ایک چھوٹی سی بچی اور ایک مرغی لیکر جا رہے تھے

کسی نے پوچھا، بابا جی

آپ کی عمر کیا ہے؟

بچی سے آپ کا رشتہ کیا ہے؟

مرغی کی قیمت کیا ہے؟

بابا جی نے صرف ایک لفظ کہا اور تینوں کا جواب مل گیا

بتائیں وہ کیا لفظ تھا....؟

اس ماہ کا پیغام

کسی بھی اچھے کام کے لئے یقین کے ساتھ اُٹھایا جانے والا پہلا قدم آپ کو کامیابیوں کی منزلوں کی طرف لے جاتا ہے۔

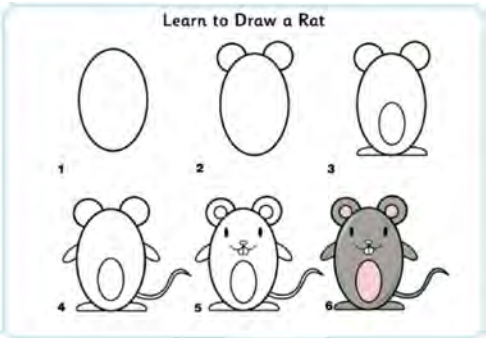

لطائف

ایک آدمی امریکہ کے ہوٹل میں گیا۔
اس کے ذہن سے اچانک اتر گیا کہ مرغے کو انگریزی میں کیا کہتے ہیں۔
ویٹر: آپ کیا کھانا پسند کریں گے؟
آدمی (کچھ دیر سوچنے کے بعد) مہربانی کر کے ایک پلیٹ Egg کے Papa لے آئیں۔

جج: تمہاری آخری خواہش کیا ہے؟
مجرم: آم کھانا ہے۔
جج: ابھی آم کا موسم نہیں۔
مجرم: جناب میں انتظار کر لوں گا۔

طیب: میرے ابو بہت طاقتور ہیں۔
کامران: وہ کیسے؟
طیب: میری دادی کہتی ہیں کہ بچپن میں تمھارے ابا جب روتے تھے تو سارا گھر سر پر اُٹھا لیتے تھے۔

لائبہ محمود (مجلس کلوفتہ)

جواب: نواسی (89)

Tanken bak hijab

Skrevet av Mahnoor Mehmood

Hijab, hva er egentlig det? Et lite stykke stoff som vi dekker oss til med, eller har den en større betydning? I det siste har det muslimske hodeplagget, hijab, vært et omdiskutert tema i media og på ulike debattprogrammer.

Hva sier da koranen om å tildekke seg?

«Og si til de troende kvinner, at de (på samme måte) skal senke deres blikk (når de ser fremmede menn), og bevare deres dyd og ikke åpenbare deres (naturlige og kunstige) skjønnhet, unntatt det som ikke lar seg skjule, at de skal trekke deres hodeplagg over deres bryster og ikke vise deres skjønnhet, …» (Koranen, Vers 24. del 18)

Hijaben skal være på plass slik at det dekker til på en anstendig måte. Det er et krav. Hijab er på ingen måte undertrykkende, og det er heller ikke et utrykk for mannsdominans. I andre religioner, for eksempel kristendommen, skal kvinnen gå med skaut som et «myndighetstegn» under mannen.

Bruk av hijab!

Det er stor variasjon i bruken av dette hodeplagget. Variasjonen skyldes ulike kulturer og aldere. Koranen har gitt retningslinjer for hva som skal dekkes til, men det er opp til hvert individ å velge hvordan man ønsker å dekke seg til. Valget blir ofte tatt av kulturen i landet du bor i, mest sannsynlig vil man følge majoriteten og dekke seg til på den tradisjonelle måten i landet. Når alder trekkes frem som en faktor i variasjonen handler det om at det i en viss alder ikke lenger er påbudt å dekke oss til.

Valget om å bruke hijab!

En muslimsk jentes valg om å bruke hijab i en alder av 13-14 (som vanligvis er alderen der en jente bør starte å dekke seg til) kan sammenlignes med en kristen jente som tar valget om å konfirmere seg i kirken eller ikke. Det er ikke et enkelt valg å ta og det kreves indre styrke. Man er avhengig av å ha mennesker rundt seg som støtter en til enhver tid. Jeg bestemte meg for å bruke hijab da jeg gikk på barneskolen. Nå har jeg gått med dette hodeplagget i snart fem år. Grunnen til at jeg startet med det var at det føltes riktig. Jeg føler at min religion krever dette av meg. Hijaben har blitt en del av min identitet.

Sett strek mellom bokstavene og tallen hver for seg i riktig rekkefølge.

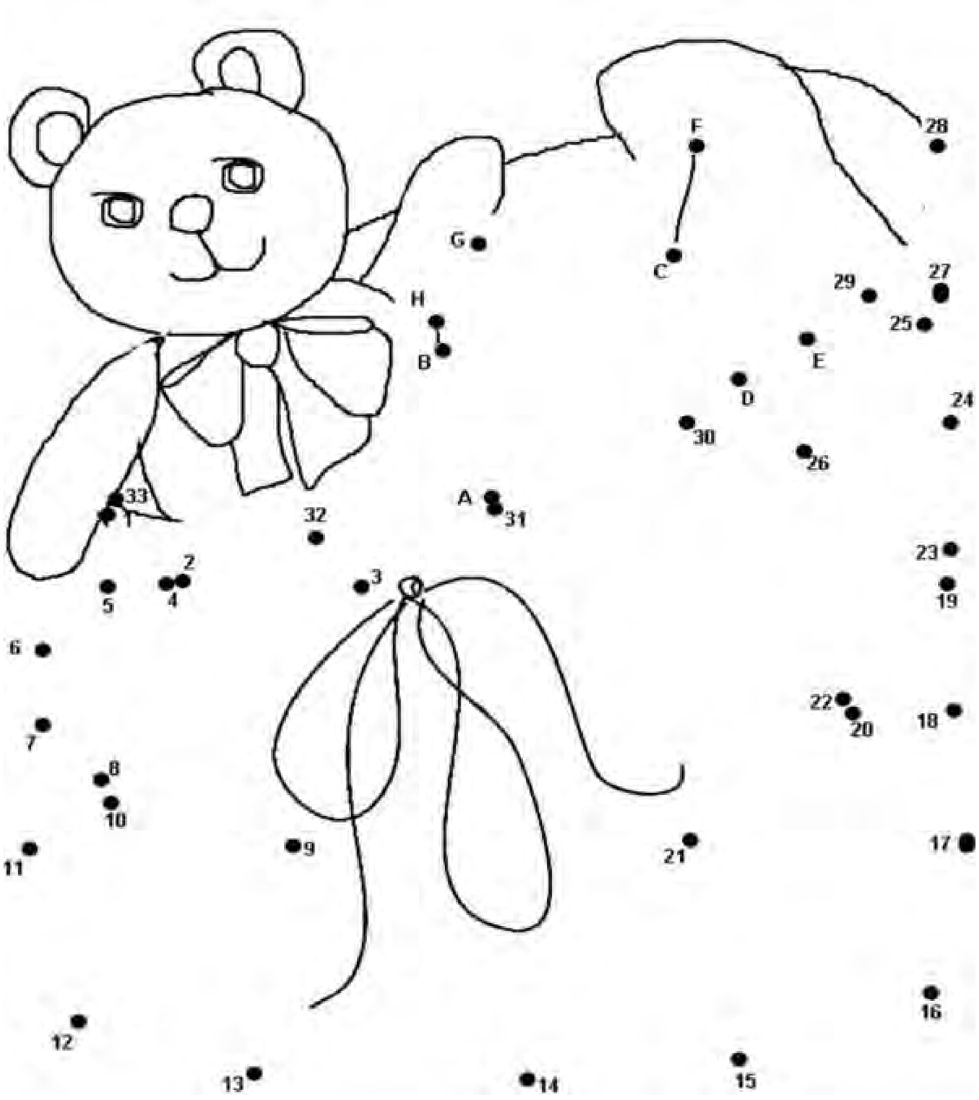

Trekk strek mellom riktig oversettelse

Dumhet	روایت
Vår	خلاصه
Tradisjon	اضافه
Ønske	بهار
Økning	حماقت
Sammendrag	خواهش

Barnesider

Laget av: Rabea Huma Qaisrani

Dette er den første utgaven av Zainab-magasinet dette året. I løpet av de tre første månedene markeres to svært viktig hendelser i menighetens historie.

20.februar 1886 kunngjorde den utlovede Messias[as] at Gud hadde lovet ham en sønn som ville tjenestegjøre Islam, ved å publisere profetien på et flygeblad. Denne sønnen ble beskrevet med 52 ulike egenskaper, både verdslige og åndelige. Profetien om denne begavede sønnen gikk i oppfyllelse tre år senere, ved fødselen til Hadrat Mirza Basheer-ud-Din Mahmood Ahmad 12.januar.1889. Han oppfylte alle aspekter ved profetien og ble senere vår andre kalif. Vi markerer denne profetien hvert år 20.februar.

Den andre store markeringen i menigheten finner sted i mars, og er en markering av stiftelsen av vår menighet. Lørdag 23.mars.1889 aksepterte Hadrat Mirza Ghulam Ahmad, den utlovede Messias[as] konversjonen av førti trofaste menn i troskap til de ti betingelsene for Bai'at. Med dette ble Ahmadiyya-menigheten stiftet. Denne eden ble tatt i huset til Hadrat Sufi Ahmad Jan i byen Ludhiana i Punjab, India. Den første konvertitten var Hadrat Hakim Maulvi Noor-ud-Din[ra]. Dette var en revolusjonerende, men meget beskjeden begynnelse på et nytt kapittel i islams historie.

127 år etter denne dagen, er Ahmadiyya Muslim Jama'at spredt over hele verden, i over 200 land, med over ti millioner medlemmer.

Black forest cake

Ingredienser
2 kopp hvetemel
1/2 kopp kakao pulver
1 1/2 kopp sukker
2 ts bakepulver
1 kopp olje
1 kopp Melk
1 ts vanilijeekstrakt
1 ss vanilije sukker
4 egg

Sett ovnen på 220°
Sikt hvetemel, bakepulver og kakao. Ta en bolle og knus fire egg opp i bollen. Ha i olje, vanilije vaniljeekstrakt og rør godt. Bland alt odt sammen. Smør en kakeform og hell røren i formen.
Sett formen midt i ovnen og la det stå i 45 min .
Ta en tannpirker og stikk den midt i kaken, hvis det ikke klistrer noe til den er kaken klar.
Så kan du dekorere kaken.

Til dekorasjon trenger du
Kirsebær
2 pk fløte
Melis
Sjokolade

Pisk sammen krem og melis til det er stivt. Du kan tilsette Så mye Melis du trenger.
Del kaken i halv. Pynt kaken med krem og kirsebær.

Hadrat Mirza Bashir-ud-Din Mehmood Ahmad

Hadrat Syeda Mehmooda Begum g. 1903
- Mirza Naseer Ahmad
- Hadrat Mirza Nasir Ahmad
- *Nasira Begum*
- Mirza Mubarak Ahmad
- Mirza Munawwar Ahmad
- Amtul-Azeez Begum
- Amtul-Azeez Begum II
- Mirza Hafeez Ahmad Mirza
- Hafeez Ahamd
- Mirza Anwar Ahmad Mirza
- Azhar Ahmad
- Mirza Rafeeq Ahmad

Hadrat Amtul-Hay Begum
- Amtul-Qayyom Bgum
- Amtul-Rasheed Begum
- Mirza Khaleel Ahmad

Hadrat Syeda Maryam Begum
- *Amtul-Hakeem*
- Amtul-Basit
- Hadrat Mirza Tahir Ahmad
- Amtul-Jameel

Hadrat Syeda Sarah Begum
- Mirza Rafeeq Ahmad
- Amtul-Naseer
- Mirza Haneef Ahmad

Hadrat Syeda Azeezah Begum
- Mirza Waseem Ahmad
- Mirza Naeem Ahmad

Hadrat Syeda Maryam Sadiqah
- Amtul-Mateen

Hadrat Syeda Bushra Begum

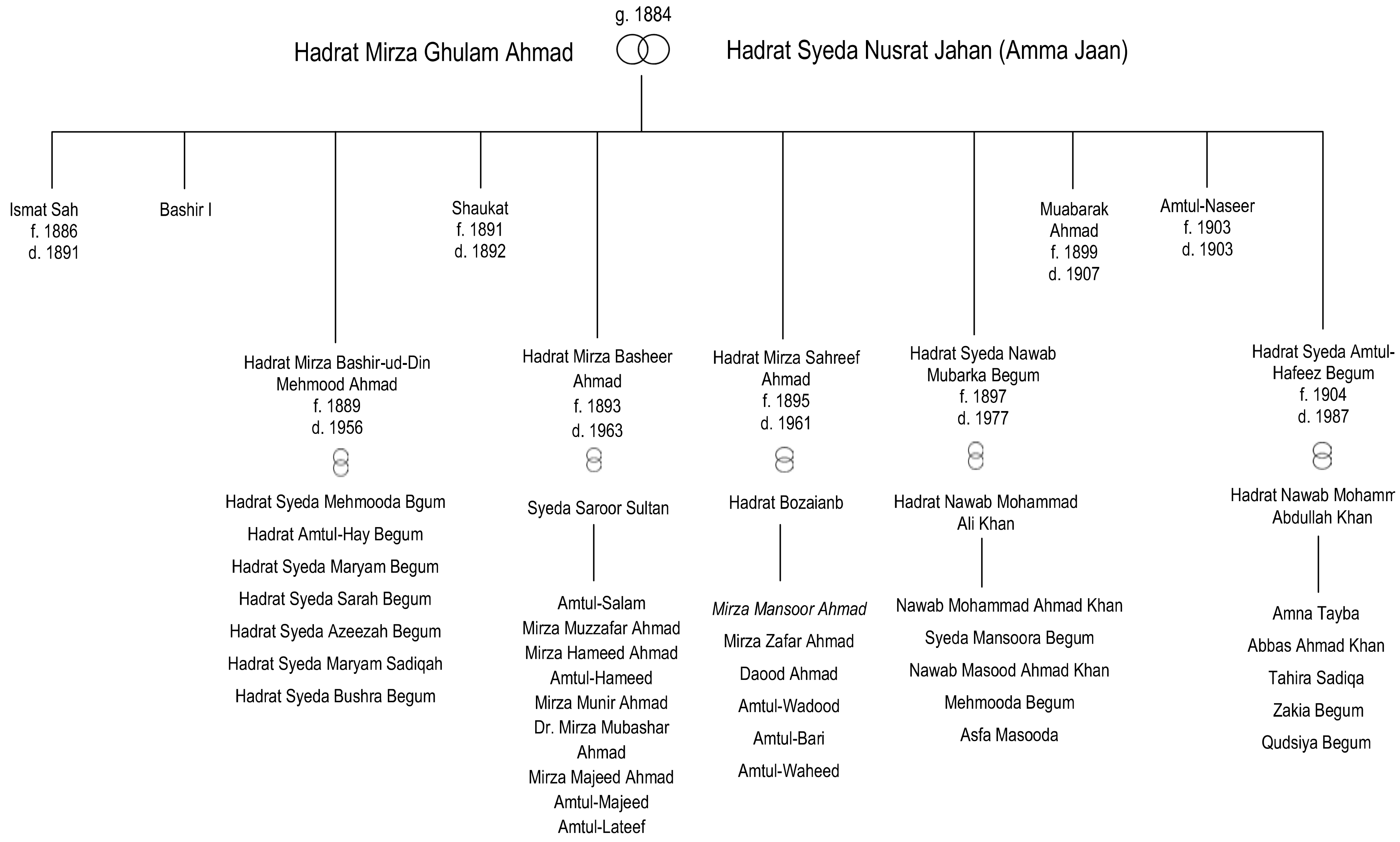
g. 1884
Hadrat Mirza Ghulam Ahmad
Hadrat Syeda Nusrat Jahan (Amma Jaan)
Ismat Sah
f. 1886
d. 1891
Bashir I
Hadrat Mirza Bashir-ud-Din
Mehmood Ahmad
f. 1889
d. 1956
Hadrat Syeda Mehmooda Bgum
Hadrat Amtul-Hay Begum
Hadrat Syeda Maryam Begum
Hadrat Syeda Sarah Begum
Hadrat Syeda Azeezah Begum
Hadrat Syeda Maryam Sadiqah
Hadrat Syeda Bushra Begum
Shaukat
f. 1891
d. 1892
Hadrat Mirza Basheer
Ahmad
f. 1893
d. 1963
Syeda Saroor Sultan
Amtul-Salam
Mirza Muzzafar Ahmad
Mirza Hameed Ahmad
Amtul-Hameed
Mirza Munir Ahmad
Dr. Mirza Mubashar
Ahmad
Mirza Majeed Ahmad
Amtul-Majeed
Amtul-Lateef
Hadrat Mirza Sahreef
Ahmad
f. 1895
d. 1961
Hadrat Bozaianb
Mirza Mansoor Ahmad
Mirza Zafar Ahmad
Daood Ahmad
Amtul-Wadood
Amtul-Bari
Amtul-Waheed
Hadrat Syeda Nawab
Mubarka Begum
f. 1897
d. 1977
Hadrat Nawab Mohammad
Ali Khan
Nawab Mohammad Ahmad Khan
Syeda Mansoora Begum
Nawab Masood Ahmad Khan
Mehmooda Begum
Asfa Masooda
Muabarak
Ahmad
f. 1899
d. 1907
Amtul-Naseer
f. 1903
d. 1903
Hadrat Syeda Amtul-
Hafeez Begum
f. 1904
d. 1987
Hadrat Nawab Mohamm
Abdullah Khan
Amna Tayba
Abbas Ahmad Khan
Tahira Sadiqa
Zakia Begum
Qudsiya Begum

Oversikten på de neste sidene over avkommet til den utlovede Messias[as] viser at denne åpenbaringen ble oppfylt. Vi vitner dermed i dag at Allah økte Hadrat Amma Jaan sin slekt i antall. En del av åpenbaringen var at slekten skulle spre seg raskt til de fleste land. Foziya Shamim Sahiba, datterdatter til den utlovede Messias[as] skriver som følgende om dette:

"I løpet av de siste årene har jeg fått muligheten til å besøke Amerika og Canada ved flere spesielle anledninger. Under Jalsa Salana Amerika vitnet jeg et spesielt scenario. Den utlovede Messias sine etterkommere kommer til denne sammenkomsten fra alle verdens hjørner. Det har blitt en vane at hele slekten samler seg hos Mirza Mahmood Ahmad, sønn av Mirza Majeed Ahmad, slik at vi får en familiesammenkomst. Ved enkelte anledninger kan vi bli opptil hundre personer, og vi vitner oppfyllelsen av denne åpenbaringen. Under Jalsa Salana Amerika 2003 ankom familiemedlemmer fra Pakistan, India, Egypt, Filippinene, Afrika, England og Canada. Mirza Mahmood Ahmad fortalte under et program på MTA Indonesia at ved Jalsa Salana Amerika 2001 var 250 familiemedlemmer inkludert kvinner og barn samlet. Barna som var til stedet opplevde vanskeligheter med å kommunisere med hverandre da de snakket ulike språk. Dette er kun de som er bosatt i Amerika og omkringliggende land. Den utlovede Messias[as] sitt fysiske og åndelige avkom har spredt seg ytterligere." (*Sirat-o-Swaneh, Hadrat Syeda Nusrat Jahan Begum,* s. 781-782)

Slekten til den utlovede Messias[as]

Tayyaba Rizwan

Den utlovede Messias[as] mottok et gledelig budskap fra Gud om at hams avkom ville øke i antall. Åpenbaringen lyder som følgende:

"*Deretter åpenbarte den Allmektige Gud til meg at mitt hus ville bli fylt med velsignelser og at Han ville velsigne meg meget, og at de hellige kvinner vil videreføre din slekt. Og Jeg vil øke ditt avkom. Og Jeg vil velsigne dem. Men noen blant dem vil gå bort i en ung alder. Og ditt avkom vil spre seg raskt til verdens land. All frukt som høstes vil være ved hjelp av ditt avkom. Noen av dem vil forbli barnløse og dermed ikke videreføre slekten. Ditt avkom vil likevel ikke avsluttes. De vil vokse frem til den siste dagen.*"

Den utlovde Messias[as] hadde sterk tro på at denne åpenbaringen ville oppfylles. Den 7. juni 1897, ved anledning for Amen-seremonien til Hadrat Mirza Bashir-ud-Din Mahmood[ra], skrev den utlovede Messias[as] et bønnedikt:

Dere må blomstre og vokse, dere må øke fra en til tusen
Må Gud velsigne denne dagen, Hellig er han som våker over meg

Allah oppfylte bønnen til den utlovede Messias[as] med sin Nåde, og Han vil fortsette å oppfylle den til Dommens Dag. Til informasjon for leserne vil vi presentere en oversikt over barna til den utlovede Messias[as] og hans hustru, Hadrat Amma Jaan. Blant deres ti barn var det tre sønner og to døtre som levde et langt liv og videreførte slekten. Det er viktig å huske at den utlovede Messias[as] først giftet seg i 1850 med en fra sin egen slekt, og deretter - etter 35 år - i 1884 giftet han seg for andre gang med Hadrat Amma Jaan. Han hadde derfor også to sønner fra det tidligere ekteskapet; Mirza Sultan Ahmad og Mirza Fazl Ahmad. Allah opprettholdt sitt løfte og økte slekten til Hadrat Amma Jaan

kontakten med andre, og fordi det har blitt etablert et hovedkvarter i England vil mye av arbeidet foregå her. Vi kan likevel ikke utelukke hyppige besøk til Qadian og Pakistan. Det kan hende at vi må forstørre og videreutvikle vår base her i England.

Tar Hudoor[aba] noen gang pauser, med tanke på arbeidet Hudoor[aba] utfører for menigheten?

Jeg tar oftest pauser når jeg sover. Det er mye arbeid å gjøre men jeg må likevel en eller annen gang i løpet av året ta pauser for en halv dag for en utflukt. Jeg liker å ta bilder, og jeg velger derfor å tilbringe tiden med det.

Når mennesker dør vil de enten gå til Paradiset eller Helvete, men hva skjer med dyrene? Hvor vil de ende?

Gud har ikke skjenket dem evnen til å utføre handlinger. Hvorfor har vi et Paradis og et Helvete? Man blir straffet eller mottar belønning i forhold til de onde eller gode handlingene man utfører. Hvis noen mottar en belønning er det takket være de gode handlingene de utfører, og hvis noen utfører en ond handling vil de bli straffet, selv om straffen er minimal. Besitter dyr denne evnen? Har hunder og katter nok forståelse til å velge mellom gode eller onde handlinger? De vil handle etter den naturen Gud har valgt for dem, derfor vil de ikke motta noen straff eller belønning.

Når vi dør og vender til Gud, vil kroppen vår forbli den samme?

Kroppen vår blir jo begravd i jorden, mens sjelen vandrer slik at Gud kan skjenke den en ny kropp som han skal forbli i til Gud ønsker det. Han vi enten bli sendt til Hellvete for å motta sin straff eller bli belønnet i Paradiset. Våre fysiske kropper vil forbli på jorden, og vi vil bli skjenket en ny kropp etter døden.

Vil vi kunne se Gud etter at vi er døde?

Foreløpig er vi levende, ta derfor vare på livet. Men hvis dere i det hele tatt skal bekymre dere om døden er det mer naturlig at Ansarullah viser nysgjerrighet enn de yngre Atfal-ul-Ahamdiyya.

Når vi vil bli satt overfor en spørrerunde med Gud vil vi naturligvis befinne oss foran Ham i en eller annen form, og Gud vet best hvilken form Han vil vise seg frem i. Allah sier at Han vil spørre oss om våre handlinger. Hvis de er gode vil vi sendes til Paradiset. Hudoor[aba] henviste til en omfattende Hadith som forteller at før Gud fører noen ut av Helvete vil Han vise dem et scenario. Deretter vil de gjennomgå neste trinn, og et neste trinn til, slik at de til slutt når frem til Paradisets porter. Mennesket vil deretter si; "Å Allah, jeg kan føle en mild bris. Du har vist meg både det ene og det andre scenarioet, du har brakt meg frem til Paradisets porter, og jeg kan til og med se inn i Paradiset. Jeg ser at de morer seg. Kan jeg få lov til å gå inn å se?" Gud vil da smile over disse ordene og si; "Gå hvis du er så interessert, Jeg har nå tilgitt deg. Gå! Gå inn i Paradiset." Dette er egentlig en ganske omfattende Hadith, jeg har kun presentert et sammendrag.

(*Al-Fazl International,* 24. juli-30. juli, 2015)

Spørsmål og svar med Hadrat Mirza Masroor Ahmad[aba]

Oversatt av Andleeb Anwar

Hvorfor gravlegger vi de som dør?

Når vi gravlegger den avdøde må vi vise respekt for vedkommendes legeme. I Islam har vi et konsept om at vi viser respekt når vi gravlegger den døde i jorden og deretter navnsetter graven slik at alle vet hvem som er gravlagt, slik at vi kan besøke graven for å be for vedkommende. Legemet som begraves vil dessuten ikke være der for evig da den vil omdannes til støv. Dette er naturens lov; alt vil til slutt omdannes til støv. Det kan hende at de gravlundene vi bruker i dag for å begrave våre avdøde, allerede rommer tusener av graver. Eller at det finnes gamle graver under i områder der vi bygger våre hus. Uansett, begravelse er en måte å vise respekt på slik at man kan minne den avdøde og besøke dens grav for å be for hans sjel. Alle nasjoner og folkeslag har hver sin måte å vise respekt overfor sine avdøde. En del kristne velger å begrave sin avdøde mens andre blant dem velger å kremere slik at de kan ha asken i en beholder i nærheten av seg selv. Persere viser respekt ved å bygge storslåtte minareter der de legger legemet til sine avdøde slik at fugler og andre dyr kan spise det opp. Dette er deres måte å vise respekt på da de mener at Guds skapninger kan dra nytte av legemet etter deres død. Dette handler dermed om å vise respekt, og alle religioner har hver sin måte å vise den på. Islam sier i forhold til den hellige Koranen at det er best at vi gravlegger de avdøde i jorden.

I den hellige Koranen leser vi om en person som etter å ha drept sin egen bror ble fortalt av Gud - som en lærepenge - via en kråke hvordan han skulle håndtere det døde legemet ved å gravlegge det. Han begynte å skrape opp jorden. Han uttrykte sin sorg over hvor uheldig han var som ikke hadde klart å vise respekt overfor den avdøde. Først og fremst drepte han sin bror og for det andre klarte han ikke å vise respekt. Han kunne derfor vise anseelse ved å begrave sin bror slik at et minne om ham kunne forbli på stedet, slik at han senere kunne besøke graven for å be for brorens sjel.

Hvis Hudoor[aba] får tillatelse til å vende tilbake til Pakistan, hvor ville Hudoor[aba] foretrekke å bo; London eller Pakistan?

Hvis du kan bidra med å gi meg tillatelse til å vende tilbake til Pakistan, vil jeg gjerne like å bo der. Jeg har egentlig tillatelse til å bo der, men det innebærer at jeg må gi avkall på min rettighet til å be mine fem daglige bønner, holde fredagstale eller oppfylle andre plikter. Hvis Allah vil, vil forholdene i Pakistan forbedre seg og daværende kalif vil da få muligheten til å besøke landet. Gud vet best om jeg får muligheten eller om det blir i et senere kalifat. Men med tanke på verdens og menighetens utvikling, vil det være greit at kalifen tilbringer noe av tiden i Pakistan kun hvis landet tillater seg å bli like utviklet som de europeiske landene, men ellers er det best å forbli her for best mulig kontroll. Det gir oss muligheten til å opprettholde

måneformørkelsen på den 13. Ramadan, og for det andre, solformørkelsen den 28. Ramadan. Disse tegnene har aldri før blitt vist på noen måte for noen andre.»

Hadrat Ali (måtte Allahs være tilfreds med ham) beretter at Profeten Mohammad (Allahs fred og velsignelser være med ham) har sagt at: «Det vil komme en tid hvor Islam ikke vil være annet enn sitt navn, Koranen vil ikke være annet enn ord. Moskeene vil tilsynelatende være fulle men fra innsiden vil de være tomme for sannhet. Den tidens lærde vil være blant de verste skapningene som er å finne under himmelen og ugjerninger vil innledes av dem.» (Al Fazl)

Hadrat Abdullah bin Umar (måtte Allah være tilfreds med ham) beretter at Profeten Muhammad (Allahs fred og velsignelser være med ham) har sagt at: «Mitt folk vil lide av de samme plagene som Israels folk måtte gjennomgå. Israels folk ble delt opp i 72 retninger, men mitt folk vil bli delt opp i 73 retninger og alle vil havne i ilden unntatt ett.» Når følgesvennen så spurte Profeten om hvilken retning som vil være den riktige svarte han følgende: «De er de som er lik meg og mine følgesvenner.» (Tirmidhi)

I følge denne Hadithen vil mulsimer bli delt opp i 73 retninger og kun den ene vil være en Jama'at som som skulle følge den sanne Islam. Resten av de 72 retningene er blitt stilt på den ene siden på lik linje med de 72 retningene i Jødedommen. Ahmadiyya Muslim Menighet ble i 1974 erklært som ikke-muslimer av den pakistanske nasjonalforsamlingen hvor 72 retninger var med i avgjørelsen. Takket være Allah den Allmektige ble Islam Ahmadiyyat velsignet med å være den rette Jama'aten.

Det finnes mange bevis på at tiden var moden for Messias sitt komme, men over er det kun begrensede tegn nevnt.

Tiden var kommet for Messias sitt komme

Skrevet på urdu av Tahira Iftikhar. Oversatt til norsk av Annum Saher Islam

Helt fra starten har Guds Profeter kommet med et budskap fra Skaperen. De var en del av Guds lys og til det beste for verden. Men historien har fornektet slike lys og har gjort alt i sin makt for å slukke det lyset. Folk satte andre ved siden av Gud og gjorde *kufr*; noe som var gjennomgående i hele samfunnet. Folk glemte sin Skaper og falt i et dypt mørke. Slike forhold var også å finne i Islams historie i det 14. århundre da den Utlovede Messias[as] ble valgt av Gud som den Messias som var lovet.

Før Messias sitt komme var tilstanden til Islam lik en syk mann. Gud hadde på forhånd gitt beskjed til Hadrat Mirza Ghulam Ahmad Qadiani at han var valgt som Messias. Han spredde dette budskapet og budskapet om verdens tilstand videre til befolkningen. Det kommer tydelig frem av *Hadith*, vers i Koranen og Islams historie forøvrig at den muslimske befolkningen ville gå gjennom en tid fylt med frykt. Islam var kun blitt en overfladisk religion for muslimene og deres hjerter var tomme og inneholdt kun et snev av troens påbud eller verdier. De var ikke kjent med hva deres læremester, vår kjære Profet Muhammad (Allahs fred og velsignelser være med ham), hadde lært dem. Det var ingen som kunne veilede dem til den riktige veien på den tiden. Et østindisk firma brukte sine forretningsreiser til å spre kristendommens budskap, noe som førte til at mange store personligheter valgte å bli kristne og de samme frafalne menneskene begynte så å angripe Islam. Islam opplevde nederlag fra dag til dag og muslimer så opp til himmelen og ba om en skikkelse som kunne gjenopplive den sanne Islam og vekke liv i Muhammad (Allahs fred og velsignelser være med ham) sin hage nok en gang.

Guds barmhjertighet nådde nye høyder og i 1889 ble Hadrat Mirza Ghulam Ahmad Qadiani valgt av Ham som den utlovede Messias. Selv om Gud allerede før den tid hadde velsignet ham med sin nåde, var det først i 1889 at han sto frem som Messias.

Ikke bare svarte han på de feilaktige påstandene til Aria Samaj og de kristne men presenterte også samtidig Islams skjønnhet for både muslimer og ikke-muslimer. Det tok ikke lang tid etter at han sto frem som Messias før lærde og andre begynte å angripe han med sine påstander og ba om tegn på hans sannhet. I 1894, i Asia, og i 1895, i Amerika, viste Gud disse tegnene som aldri før har blitt vist.

Hadrat Imam Bakar (måtte Allah være tilfreds med ham) sa følgende om de tegnene som ble vist: «To av de tegnene som har blitt vist som et bevis på sannheten til vår Mahdi er slike at de aldri før har blitt vist som en vitnesbyrd for noen andres sannhet. For det første, tegnet om

da Islam møtte vanskeligheter og kristendommen hadde betydelig innflytelse i India. Denne boken, fylt av argumenter i favør av Islam og med svar til kristendommens og hinduismens dogmer, føltes som et skjold på all angrep.

Hans følgesvenn, hvis navn var Maulwi Mohammad Hussain Batalwi mente at *"Mirza Sahib sin bok ville vise seg å være et skarpt sverdblad mot kristendommen og hinduismen"*. Boken ble omtalt av hele India, og hadde stor innflytelse på alle religiøse grupperinger, det være seg hinduer, kristne, sikher eller muslimer. Muslimene frydet seg over at den som tok til orde i forsvar av Islam, var ingen andre enn Mirza Ghulam Ahmad Qadiani. Før denne boken, var det ingen bøker som svarte så godt for seg ovenfor kristendommen og hinduismen. Det var ingen som kunne besvare argumentene boken presenterte.

Visste du?

1. Det er over 2700 forskjellige språk i verden.
2. Somalia er det eneste landet i Afrika hvor hele befolkningen snakker det samme språket.
3. Det fødes 106 guttebarn for hvert 100 jentebarn.
4. Mennesker som drikker kaffe tar sjeldenere selvmord enn de som ikke gjør det.
5. Verdens største leketøysdistributør er McDonalds.
6. Verdens mest solgte bok, bibelen, er også verdens mest stjålne.
7. Dyret som dreper mest mennesker er myggen.
8. Blodet i kroppen er i snitt åtte prosent av din totale kroppsvekt.
9. Over åtti prosent av hjernen er vann.
10. Det er umulig å kile deg selv. En del av hjernen forteller en annen hva du driver med, og ignorerer følelsen.

Av: Sameah Dar

Den utlovede Messias'[as] skrifter:

Kort om Brahin-e-Ahmadiyya

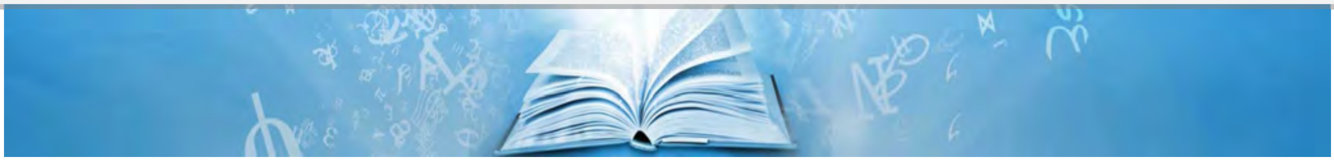

Skrevet av Nabeela Rafeeq, oversatt av Rabia Basheer og Umera Nosheen

Allah sier som følgende i vers 11 av kapittel 81 i Koranen: *"Og når bøkene spres"*. Den utlovede Messias[as] tolker dette verset med følgende utsagn:

> *"[...] Og her refereres det til spredning, det vil si publisering, trykking av litteratur. Ser du et folk Gud har skapt som har oppfunnet verktøyene til å spre den. Se så mange trykkerier det er i India og andre land. Det er videre Guds nåde at Han hjelper oss i vårt arbeid, sprer våre bøker slik at vår budskap spres til alle nasjoner. Les dem og bli veiledet av dem. "*

Den utlovede Messias[as] har videre sagt, at et tegn på Messias sitt komme er at spredningen av bøker vil øke betydelig. Messias vil med kraften i sin sannhet og sine argumenter tie sine motstandere. Sannheten i hans argumenter vil skjære igjennom andre religioners falske forestillinger. På ordre fra Gud vil han avsløre de forvrengte tilskuddene som har blitt ilagt andre religioner av deres ledere, som formet religionene etter sin fordel. Med sitt sanne skriv ville han legge disse løgnene øde. Så allerede ved hans første bok ble hans fiender tvunget til å lide under sine løgner.

Kraften fra Gud, formidlet gjennom pennen, begrenset seg ikke til kun å skrive bøker, men det var også en guddommelig plan bak dette. Messias skulle stanse Jihad i form av sverdkamp og fremme en Jihad basert på pennen. Altså nødvendig Jihad gjennom våpen og sverd ført av profeter før han, ville ved hans komme avsluttes, og konverteres til Jihad gjennom skriftlige argumenter. Siden dette var et tegn på Messias sitt komme, måtte også de første skriftlige argumentene komme fra han. Han startet sin Jihad med boken Brahin-e-Ahmadiyya. Den utlovede Messias[as] hadde så lidenskapelige følelser for Islam og muslimer i India at han valgte å føre en skriftlig forsvarskrig.

Han var født i en liten landsby i Punjab i Qadian, der det ikke var tilrettelagt noe særlig utdannelse og undervisning. Likevel med kraft og hjelp fra Gud skrev han i sin lidenskapelige overbevisning fire bind i løpet av en kort tidsperiode. Denne boken ble skrevet i forsvar av islam slik st kristendommens, jødedommens og hinduismens falske tilskudd falt sammen som pinneved. Da første bind av denne bokserien kom ut ble den religiøse atmosfæren i India sterk påvirket; deres grunnmurer skalv. Muslimer uten veiledere, og som i virkeligheten trengte en reformator følte seg nå i trygge hender. Dette var en tid

Gode kilder vitamin C er sitrusfrukter, kiwi, tomater, blomkål, poteter og grønne bladgrønnsaker. Anbefalt daglig inntak for friske personer med normal fysisk aktivitet:

Barn
* 1-2 år: 25 mg
* 2-5 år: 30 mg
* 6-9 år: 40 mg
Voksne menn og kvinner
* 10-13 år: 50 mg
* Over 14 år: 75 mg

Vitamin A er først og fremst kjent for å være viktig for nattsynet, men har også innvirkning på kroppens evne til å stå imot bakterielle infeksjoner og motvirker tørr hud.
Gode kilder til vitamin A er animalske produkter som lever, fisk, egg og meieriprodukter. Og også i frukt og grønt, spesielt de oransje og mørkegrønne; gulrøtter, spinat, grønnkål, aprikos og melon.

Anbefalt daglig inntak for friske personer med normal fysisk aktivitet:

Barn
* 1-2 år: 300 mikrogram
* 2–5 år: 350 mikrogram
* 6-9 år: 400 mikrogram
Voksne
* Menn/kvinner 10-13 år: 600 mikrogram
* Menn over 14 år: 900 mikrogram
* Kvinner over 14 år: 700 mikrogram

Et variert, sunt norsk kosthold gir deg tilfredsstillende mengder av de fleste næringsstoffer. I forskjellige livsfaser kan det i midlertidig være at du trenger tilskudd av ulike vitaminer eller mineraler.

Kilder: www.plusstid.no, legemiddelhåndboka.no, helsedirektoratet.no, apotek1.no

Vintervitaminer

Sna Dar

Vitaminer er næringsstoffer som regulerer kroppens stoffskifte, og er nødvendige for omsetningen av karbohydrater, fett, protein og mineralstoffer. Vitaminene må tilføres via maten fordi kroppen ikke selv er i stand til å syntetisere dem.

Det er ikke noe kjemisk slektskap mellom de forskjellige vitaminene, men det er vanlig å dele dem i to grupper: fettløselige som vitamin A, D, E og K, og vannløselige som vitamin B-gruppen og vitamin C.

Vitaminer har et vidt spekter av virkningsmekanismer. Noen av dem er livsviktige. Det er viktig å huske at altfor store doser av blant annet vitamin A og D kan være livsfarlig. For friske mennesker er det derfor liten helsemessig gevinst å ta vitamintilskudd sammenliknet med å ha et balansert, moderat fettfattig kosthold med mye grønnsaker og frukt.

Vitamin D, C og A trenger man litt ekstra av i vinterhalvåret, og her følger noen råd om hvordan du kan innta de.

Vitamin D er et livsviktig grunnstoff som har betydning for mange prosesser i kroppen, spesielt viktig er det for å holde skjelett og tenner sterke. Siden solen er en viktig kilde til vitamin D, blir dette kanskje det aller viktigste vitaminet å huske på i vinterhalvåret. Forskning har også vist at vitamin D er viktig for å unngå vinterdepresjoner.

Gode kilder til vitamin D er fet fisk (laks, ørret, makrell, sild, tunfisk), tran, ekstra lettmelk, margarin og egg. Anbefalt daglig inntak for friske personer med normal fysisk aktivitet er:

Barn
* 1-9 år: 10 mikrogram (400 IE)
Voksne menn og kvinner
* 10-74 år: 10 mikrogram (400 IE)
* Over 75 år: 20 mikrogram (800 IE)

C-vitaminer har en rekke helsebringende effekter, blant annet er de viktige for å vedlikeholde kroppens støttevev, og for å regulere kroppens opptak av jern. Vitamin C er også en antioksidant, som bidrar til å styrke immunforsvaret og beskytte mot virus og bakterier.

1938: Grunnlegger Khuddam-ul-Ahmadiyya
1940: Grunnlegger Ansarullah
1958: Grunnlegger Waqf-e-Jadid

I året 1944 ved Allahs velsignelse erklærte Mosleh Maud at han er den Utlovede Sønnen som den utlovede Messias[as] mottok en åpenbaring om den 12. januar 1886. Dette er uten tvil en sann erklæring og vi kan i dag uten tvil bevitne at den Utlovede Sønnen oppfylte åpenbaringens spådom.

Hvis vi ser på følgende setning i åpenbaringen: «Med Guddommelig velsignelse vil han kurere mange sykdommer» i sammenheng med blant annet organisasjonene som Lajna Imaillah, Waqf-e-Jadid og Tehrik-e-Jadid og deres arbeid, vil dere forstå at åpenbaringen har blitt oppfylt.

Gjennom Lajna Imallah - menighetens kvinneorganisasjon - får jenter og kvinner religiøs veiledning og hjelp slik at de lærer seg å beskytte seg selv og sine fødte og ufødte barn fra umoralske sykdommer. De får økt og styrket sin kunnskap om religion og kan formidle det videre til sine barn. Gjennom Waqf-e-Jadid har menigheten startet utdanningssentre for religiøs og verdslig utdanning, og helseklinikker i landsbyer og bygd hvor disse fasilitetene ikke eksisterte. Fattige mennesker får både åndelig behandling fra utdanningssentre og fysisk behandling i helseklinikkene. Prosjektet Tehrik-e-Jadid trykker religiøs litteratur, står for oversettelser av Koranen til utallige språk, etablering av misjonshus og bygging av moskeer rundt omkring i verden og vi kan i dag bevitne at budskapet når alle verdens hjørner.

Det kan virke som en stor og omfattende oppgave å beskrive hvordan den Utlovede Sønnen oppfylte åpenbaringen i form av sitt vesen og sine handlinger.

Med min tolkning av et historisk perspektiv og hendelse, har jeg gjort et forsøk på å beskrive hvordan jeg oppfatter oppfyllelsen av åpenbaringene til den utlovede Messias[as] i form av den fullkomne skikkelsen til Mosleh Maud.

Måtte Allah veilede og hjelpe oss til å forstå hvilken velsignelse dette kalifatet er for vår menighet. Amen.

Kilde: *Swanhe Mosle Maud*[ra] av Amtul Quddos.

Åpenbaring om Musleh Maud

Roshanda Chaudhry

Den 12 januar 1886 mottok den utlovede Messias (fred være med han) en åpenbaring. Denne åpenbaringen handlet om hans eldste sønn, Hadrat Mirza Bashir-ud-Din Mahmood (måtte Allahs være tilfreds med ham), også kalt Musleh Maud. Dette var Ahmadiyya muslimenes andre kalif. Han ble født i året 1889.

Et kort utdrag fra åpenbaringen er som følgende:
"Det er en velsignelse ved ham og den vil åpenbares sammen med ham. Han vil besitte en storhet og rikdom. Han vil komme til verden og med sine åndelige egenskaper. Med guddommelig velsignelse vil han kurere mange sykdommer. Allah har sendt ham med sin integritet og guddommelig velsignelse. Han vil være intellektuell og klok, barmhjertig og vil ha evne til å se det åpenbare og det skjulte. Allahs velsignelse vil være med ham. Han vil vokse raskt og vil være en hjelper for de i nød. Han vil oppnå anerkjennelse i alle verdens hjørner og folk vil nyte av hans velsignelser."

I 1914 ble Mirza Bashir-ud-din Mahmood Ahmad[ra] valgt som menighetens andre kalif. Dette kalifatet strekker seg over 52 år. Hvis vi legger til side hans utrettelige innsats og deltakelse i verdenssamfunnet på vegne av Islam og muslimer og kun ser på menighetens utvikling i hans kalifat, ser vi at han startet en grunnleggende og revolusjonerende epoke for menigheten i form av flere prosjekter og organisasjoner.

Noen av de viktigste er som følgende:
1920: Grunnlegger Tabligh-senter i Amerika
1922: Grunnlegger kvinneorganisasjonen, Lajna Imaillah
1928: Grunnlegger Jamia Ahmadiyya
1934: Grunnlegger Tehrik-e-Jadid

fra Qadian. Først ga den utlovede Messias[as] ham tillatelse. Så ba han ham om å vente litt. Den utlovede Messias[as] hentet et glass melk og ga det til ham. Så kom en annen disippel og den utlovede Messias[as] hentet et glass melk til han også. Etter det fulgte den utlovede Messias[as] Munshi Zafar Ahmad[as] helt til en bekk for å si farvel til ham. Zafar Sahib har fortalt at den utlovede Messias[as] ofte pleide å følge ham til denne bekken.

Hadrat Maulvi Abdul Karim (måtte Allah være tilfreds med ham) har fortalt en veldig spesiell hendelse som forteller oss hvor mye kjærlighet den utlovede Messias[as] hadde for sine disipler. Abdul Karim Sahib forteller at det var en junidag og han la seg for å hvile litt på en seng. Den utlovede Messias[as] gikk rundt omkring. På et tidspunkt våknet Abdul Karim Sahib og så den utlovede Messias[as] liggende under (eller ved siden av) sengen hans. Abdul Karim Sahib forteller at han reiste seg brått opp av ærefrykt. Den utlovede Messias[as] spurte ham hvorfor han hadde stått opp. Og han svarte: *«du ligger jo nede, hvordan kan jeg fortsette og sove her oppe?»*. Den utlovede Messias[as] smilte og sa: *"jeg holdt vakt for deg, jeg. Guttene bråkte og jeg stoppet dem slik at søvnen din ikke skulle bli forstyrret."*

Den neste historien er fra den utlovede Messias[as] sine siste dager. En av hans disipler, Hadrat Babo Shah Din (måtte Allah være tilfreds med ham), ble veldig syk. I de samme dagene måtte Hudoor også reise til Lahore. Tretten dager før sin bortgang skrev den utlovede Messias[as] et brev til Khalifah Rasheed-ud-Din (som fortsatt befant seg i Lahore). Hudoor skrev: *«Du vil få stor belønning for å ta vare på Babo Shah Din Sahib. Jeg er meget flau over å ha blitt tvunget til å dra fra Qadian mens han er i en svaklig tilstand, og at du får belønningen for den tjenesten jeg selv begjæret. Håper du kan se etter ham hver dag og samtidig be for ham. Jeg skal også be for ham».*

Dette var noen få av mange ulike hendelser som beskriver hvordan den utlovede Messias[as] behandlet sine kjære og hvordan han viste dem kjærlighet.

I dette korte innlegget har jeg forsøkt å fortelle hvordan den utlovede Messias[as] uttrykte sin kjærlighet med vakre ord og handlinger. Den Utlovede Messias[as] har også skrevet om kjærligheten for sine disipler. Flere steder i hans skrifter og dikt forteller han om sine følelser til disiplene. La meg nå legge frem et eksempel fra et av hans skrifter. Jeg avslutter med et utdrag fra hans bok *Fathe Islam*:

> *«…Og dere mine kjære, mine elskede. Grønne grener av treet til min eksistens! På grunn av den nåden av Gud som har gjort at dere er i troskapsed med meg, og at dere ofrer deres liv, fred og eiendeler for denne vei. Selv om jeg vet, at dere vil ta det som en glede å godta alt jeg sier til dere, og dere kommer ikke til å nøle, så langt dere kan. Men for denne tjenesten ønsker jeg ikke å fastsette noe fra min tunge på dere. Slik at deres tjenester ikke er på grunn av min tvang, men på grunn av deres egen glede…»* (*Fathe Islam*).

Den utlovede Messias[as] kjærlighet for sine disipler

Zakia Malahat Fawzi

Den utlovede Messias (fred være med ham) hadde en stor kjærlighet for sine disipler. Som alle andre profeter hadde han også viet sitt liv til å kalle menneskeheten mot den rette vei. Akkurat slik man vanner blomster, slik at de skal gro vakre og spre sin gode duft, på samme måte plantet den utlovede Messias[as] sine disipler og vannet dem med vann fra sannhetens kilde.

Den utlovede Messias[as] brakte tilbake islam til jorden og fjernet mørket fra livene til sine disipler, noe som har gjort at vi den dag i dag minnes om disse store personlighetene og deres edle gjerninger. Alt dette gjorde den utlovede Messias[as] kun ut av kjærlighet for sin bestevenn, Skaperen.

Hadrat Mirza Ghulam Ahmad[as]

I dette innlegget skal jeg forsøke å gjengi noen hendelser fra hans tid som illustrerer hans enorme kjærlighet for de som trodde på ham.

Hdzrat Sethi Ghulam Nabi (måtte Allah være tilfreds med ham) beretter at han reiste til Qadian for å møte den utlovede Messias[as]. Da han ankom Qadian hadde det blitt kveld. Været var kaldt og det regnet veldig mye. Om natten da han hadde lagt seg etter å ha spist og det hadde blitt midnatt, forteller han at noen banket på døren hans. Han syntes det var merkelig at noen skulle komme så sent på natten. Da han åpnet døren, sto den utlovede Messias[as] foran ham. Han hadde tatt med seg varm melk til ham. Sethi Sahib ble nervøs. Den utlovede Messias[as] sa følgende på en veldig kjærlig måte: *«Det var noen som sendte melk til meg og jeg tenkte at jeg skulle gi det til deg. Du kan drikke det. Kanskje du pleier å drikke melk, derfor så hentet jeg denne melken til deg.»* Sethi Sahib forteller at han ble veldig rørt av kjærligheten og omtenksomheten den utlovede Messias[as] viste til sine tjenere.

Da den utlovede Messias[as] møtte noen av sine disipler etter en lang stund, blomstret ansiktet hans av glede. Den utlovede Messias[as] skrev et langt dikt til glede for sin eldste sønn da han fullførte hele Koranen. I deler av diktet sitt beskriver han gleden han får i møte med sine disipler og nostalgien han føler når de reiser tilbake.

Da gjestene kom med stor kjærlighet
Ble hjertet fylt med glede og sjelen fikk ro
Men så kom tanken på avskjeden og ga meg sorg.
Velsign denne dagen; Hellig er Den som vokter over meg

En gang skulle en av den utlovede Messias[as] sine disipler, Hadrat Munshi Zafar Ahmad (måtte Allah være tilfreds med ham), reise

Hudoor[aba] sa at i disse ordene har Den utlovede Messias[as] beskrevet veien til kjærlighet for Guds skyld og har krevd lydighet i ma'ruf. Hudoor[aba] sa at alle den utlovede Messias[as] sine pålegg falt under rammen av ma'ruf. Disse ordene gjør oss ansvarlige for å etablere et forhold av hengivenhet, oppriktighet, troskap og ta det til høyere og desto høyere nivåer. Man kan bare virkelig adlyde hvis man har kunnskap. Derfor bør vi streve etter for å lese den Den utlovede Messias[as] sine skrifter og uttalelser og deretter handle etter dem. Vi må også etablere et slikt forhold til ham som ingen annen i denne verden.

Hudoor[aba] sa at i lys av den takknemlighet vi skylder den utlovede Messias[as] for det stor iveret han hadde for vår åndelige trening og alle midler han brukte for å få til dette, bør vi adlyde ham og også etablere et forhold av oppriktighet og kjærlighet til Kalifatet. La oss ikke være tilfreds med verbale yrker, men forsøke å få til indre forvandling. La oss streve for indre renhet. La oss be og å gi i veldedighet. La oss iverksette alle disse midlene i en kraftig innsats for å etablere en relasjon med Gud. La oss benytte vår fornuft og gjøre full innsats for å finne Gud. Men, for at dette skal skje, er det viktig å ha et ekte og oppriktig forhold til Den utlovede Messias[as] og med Kalifatet. Vi bør se på MTA, lytte til fredagsprekener, og lære våre barn dennes betydning.

Den utlovede Messias[as] sier at for å etablere et forhold til Gud er det viktig å tilegne seg kunnskap og å spre dette budskapet. Når vi sprer dette budskapet vil vi også bli oppmerksomme på å reformere oss selv. Nylig, da jeg holdt en tale ved åpningen av en Moské, sa en kvinnelig gjest at det Kalifaen har sagt er veldig bra, men det gjenstår å se om hans tilhengere handler etter hans ord eller ikke. Det er derfor viktig å huske at folks øyne er på oss. La oss skape indre forvandling. La oss bli ett med Kalifatet. Vi er heldige for at Gud, i vår tid, har brakt innovasjoner som har gjort oppgaven med *Da'wat IlAllāh* (forkynnelse) veldig enkel for oss. La oss nytte oss av bruken av TV og internett. Et virkemiddel for enhet av Ahmadiyya, er gjennom samarbeid med MTA. Måtte Allah muliggjøre hver Ahmadi i hver husstand å gjøre full bruk av den.

På slutten av prekenen informerte Hudoor[aba] om den triste bortgangen til Hafiz Muhammad Iqbal Ahmad Warraich, misjonær og sekretær for Yaksad Yatama komiteen. Hudoor[aba] ledet bønn for hans bortgang etter fredagsbønnen. Hudoor[aba] ba også Jama'aten om å be for tidlig løslatelse av broren Tahir Mahdi Imtiaz Ahmad Waraich og andre Ahmadiyya muslimer som er fengslet i Pakistan.

Kilde: (Hameedullah), Wakila'la ,Tahrīk-e-Jadid Anjuman Ahmadiyya, Pakistan

Datert : 15 oktober 2015

Oversatt av: Sabiha Rahman

Fredagstale av

HADRAT MIRZA MASROOR AHMAD[ABA]

Den 9. oktober 2015 holdt Hadrat Khalifatul - Masih V (måtte Allah være hans Hjelper) fredagspreken i Nur Moské, Nunspeet, Holland.

Hudoor (måtte Allah være hans Hjelper) sa at de fleste Ahmadi muslimer i Holland enten er født Ahmadi eller så har de foreldre som aksepterte Ahmadiya i tidlig alder. Disse har fått lov til å bo i dette landet på grunn av den uønskede tilstanden i Pakistan. Dette har ført til en positiv endring i deres situasjon. I og med at dette er gjennom velsignelse av Jama'aten bør de være bevisste på denne tjenesten og realisere sitt ansvar i denne forbindelsen. For å gjøre dette, er det viktig å lese skrifter og uttalelser fra Den utlovede Messias as nøye,og handle etter disse. Det er likeledes viktig å lære om livet og om den hellige karakteren til Den utlovede Messias as. Som takk for positiv endring i deres forhold, bør de prøve å få til ekstraordinære endringer i deres liv og lære barna til å gjøre det samme.

Hudoor[aba] sa at eldre Ahmadiya muslimer bør også være gode eksempler slik at de ikke villeder andre og slik at nye Ahmadiyya muslimer ikke har noen grunn til å klage på karakterene til eldre Ahmadiyya muslimer. Hold dere til læren om Ahmadiyya, erkjennelsen avBai'at, forbli sterkt knyttet til Jama'aten og ha et oppriktig og andakt forhold til Khalifatet. De som har trodd på Den utlovede Messias[as] med full overbevisning viser høye eksempler, de gjenspeiler erkjennelsen og betingelsene for Bai'at og skriver lidenskapelige brev til meg. Vi bør alle reflektere over oss selv og prøve å forstå betydningen av Bai'at og prøve å leve etter dette.

Hudoor[aba] sa videre: I dag vil jeg presentere noen utdrag fra skriftene til Den utlovede Messias[as]. Den tiende betingelse av Bai'at lyder:

"At han / hun trer inn i et bånd av brorskap med denne ydmyke Guds tjener, lover lydighet til meg i alt godt for Guds skyld, og forblir trofast mot den før dagen av hans / hennes død. At han / hun skal utøve en slik høy hengivenhet i overholdelsen av denne bindingen som ikke er å finne i noen annen verdslig sammenheng og tilkobling som krever viet prektighet."

Gud med sikkerhet ha skuffet hans forsøk og avdekket hans uvitenhet. Den forståelse av Koranen som er blitt skjenket meg er et tegn fra Allah, den Strålende, og jeg har full tro på Allahs nåde at snart verden vil begynne å se at jeg har rett i disse påstander. (Roohani Khazain bind 2 s. 41: Siraj-ul-Muneer s. 41)

Jeg er ikke alene. Den edle Herre er med meg. Ingen kunne være nærmere meg enn Han. Det er bare med Hans nåde at jeg er blitt skjenket en elskende sjel, alltid villig til å tjene Hans sak ansikt til ansikt med lidelsene, slik at jeg kunne yte enestående tjenester med nidkjærhet og ærlighet for troens sak og føre store (åndelige) oppdrag å utføre alt dette, og ingen kan hindre meg i å klare det. (Roohani Khazain bind 5 s. 35; Ayena-e-Kamalt-e-Islam s. 35)

Det skulle ha vært tilstrekkelig for en rettskaffen person å se at Gud skjenket slike velsignelser inni meg og utenpå, over mitt legeme og min sjel at jeg ikke kan holde tall på dem. Jeg var ung da jeg gjorde krav på å være mottageren av guddommelige åpenbaringer. Nå er jeg blitt gammel. Mer enn tyve år er gått siden jeg fremsatte min påstand. mange kjære venner yngre enn meg har gått bort, men Han har gitt denne modne, høye alder. Han forble min rårdgiver og han alene var nok til å hjelpe meg ut av alle vanskelige situasjoner. Si meg, er dette det typiske for dem uriktig til skriver Allah noe?

(Roohani Khazain bind 11 s. 50: Anjam-e-Atham)

Den utlovede Messias[as]

Sin misjon

Utdrag fra den utlovede Messias[as] sine skrifter

I en drøm så jeg at folk lette etter en fornyer. En av dem kom fram og, pekende i en retning av meg, erklærte "Dette er mannen som elsker Allahs budbringer." Med dette mente de at den viktigste egenskapen den forutbestemte fornyer måtte ha var kjærligheten til den hellige Profeten, måtte Allahs fred og velsignelse være med ham, og i følge dem oppfylte jeg helt sikkert denne betingelse. (Roohani khazain bind 1, s. 528, under fotnote; Braheen-e-Ahmadiyya)

Verden kan ikke akseptere meg, for jeg tilhører ikke denne verden. Men de som er gitt en viss annenjordiskhet er de som aksepterer og vil akseptere meg. De som forkaster meg, forkaster Han Som har sendt meg, og den som er knyttet til meg er knyttet til Ham Som jeg representerer. Jeg bærer en fakkel som vil kaste lys over alle dem som kommer meg nær, men den som har mistenksomhet og tvil og løper bort vil bli utsatt for mørke. Jeg er den uinntagelige festning for denne tidsalder; den som kommer inn i min menighet vil være beskyttet mot tyver, ranere og villmarkens udyr. (Roohani Khazain bind 3, s. 34; Fateh Islam s. 34)

Jeg kaller til vitne Gud den Allmektige som holder mitt liv i Sin hånd, at sammenlignet med alle andre sjeler har Han utstyrt meg med overveldende større evner og tilgang til forståelse og den dypere innsikt i den hellige Koranen. Hvis noen av de mullaher (tradisjonelle muslimske lærde) som opponerer mot meg som svar på mine gjentatte invitasjoner hadde forsøkt å overgå meg i fortolkingen av Koranen, ville

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
"الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللهُ عَنْهُ.
(البخاري، كتاب الإيمان)

Hadrat Abdullah bin Amr[ra] forteller at den hellige Profeten [saw] sa: En muslim er en fra hvis tungen og hender muslimer er trygge; og en immigrant er en som avviker fra det som Allah den Allmektige har forbudt. Bukhari bind 1, Kitab-ul-Iman hadith nr 1, s. 47

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ثَلَاثًا؟ قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ،
وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ: أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ. قَالَ: فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى
قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ.
(البخاري، كتاب الشهادات، باب ما قيل في شهادة الزور)

Hadrat Abdul Rahman[ra] bin Abu Bakr forteller (fortalt ham av hans far Abu Bakr[ra]) at den hellige Profeten[saw] sa: "Skal jeg fortelle deg hva som er store synder?" (Han gjentok dette tre ganger) Vi sa: "Gjerne, O Allahs Sendebud." Han sa: "Knytte partnere med Allah, ulydighet av foreldre." (Han hadde vært lent mot en pute, han satte seg opp) og sa: Pass! og lyving," og han gjentok det så mange ganger at vi ønsket at han hadde stoppet (og ikke anstrengt seg så mye). Sahih Bukhari bind 4, Kitab-ul-Shahadaat hadith nr 2654, s. 711

Sura Al-Nasr

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

إِذَا جَآءَ نَصْرُ ٱللَّهِ وَٱلْفَتْحُ ۝ وَرَأَيْتَ ٱلنَّاسَ يَدْخُلُونَ فِى دِينِ
ٱللَّهِ أَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَٱسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ تَوَّابًۢا ۝

I Allahs navn den mest Nåderike, den evig Barmhjertige

Når Allahs hjelp og seier kommer, og du ser mennesker i flokkevis tre inn i Allahs religion, opphøy da din Herre med lovprisning og be om tilgivelse, da Han visselig er Den som stadig mottar anger.

ZAINAB

Innholdsfortegnelse:

Utdrag fra den hellige Koranen................3

Hadith....................................4

Malfoozat.................................5

Fredagstale...............................7

Den utlovede Messias' kjærlighet for sine disipler...9

Åpenbaring om Mosleh Moud.............................11

Helsespalte....................................13

Den utlovede Messias[as] sine skrifter.....................15

Tiden var kommet for Messias sitt komme.............17

Spørsmål og svar med Hudoor[aba] 19

Slekten til den utlovede Messias[as]...........................21

Mat...25

Barnesider...................................26

Nasjonal Amir:

Zartasht Munir Ahmad Khan

Leder Lajna Imaillah

Syeda Bushra Khalid

Redaktør norsk del:

Mehrin Hayat

Andleeb Anwar

Kontaktinformasjon:

Bait-un-Nasr moske

Søren Bulls vei 1

1051 Oslo,

tlf: 22325859, fax: 22437817

Zainab

Lajna Imaillah Norge

Januar Februar Mars 2016

Yaum-e-Masih Maud

Yaum-e-Mosleh Maud